جلد:01 شمارہ:01
ماہنامہ خواتین
ویب ایڈیشن
(دعوتِ اسلامی)
نومبر 2021ء / ربیع الاول ربیع الآخر 1443ھ
فرمانِ امیرِ اہلِ سنّت
علم کے بغیر اندھا اور انجان
دونوں برابر ہیں۔
گیارہویں شریف مبارک ہو

ہڈی جوڑنے کے لئے

تین دِن تک سورۂ تَوبَہ کی آیت:129 اوّل آخِر دُرود شریف کے ساتھ ایک ایک بار پڑھ کر بار بار دَم کیجئے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ ٹوٹی یا چِھٹی ہوئی ہڈی جُڑ جائے گی۔(گھریلو علاج، ص84)

تلاشِ مَعاش

تلاشِ مَعاش کے لئے ''سورۂ اِخلاص'' کو بِسْمِ اللّٰہ شریف کے ساتھ ایک ہزار ایک بار، اوّل آخِر سو سو مرتبہ دُرود شریف، عُروجِ ماہ (یعنی چاند کی پہلی سے چودھویں تاریخ تک کے زمانہ) میں پڑھنا نہایت مؤثر ہے۔(کام کے اوراد، ص4)

ایسے بخار کا روحانی علاج جو دواؤں سے نہ جاتا ہو

عمل کے دَوران مریض سُوتی (یعنی Cotton کے) کپڑے پہنے رہے (کے ٹی یا دوسرے مصنوعی دھاگے کے بنے ہوئے کپڑے نہ ہوں) اب کوئی دُرُست قراٰن پڑھنے والا باوُضو ہر بار بِسْمِ اللّٰہ شریف کے ساتھ باآوازِ بلند 21 بار سُوْرَۃُ الْقَدْر اس طرح پڑھے کہ مریض سُنے، مریض پر دَم بھی کرے اور پانی کی بوتل پر بھی دَم کرے۔ مریض وقتاً فوقتاً اس میں سے پانی پیتا رہے۔ یہ عمل تین دن تک مسلسل کیجئے اِنْ شَآءَ اللّٰہ بخار چلا جائے گا۔

(پیرِ عابد، ص25)

گمشدہ کے واپَس آنے یا اُس کی خبر ملنے کے لئے

ایک بڑے کاغذ کے چاروں کونوں پر ''یَاحَقُّ'' لکھ کر آدھی رات کو یا کسی بھی وَقت دونوں ہاتھوں پر رکھ کر کھلے آسمان تلے کھڑے ہو کر دعا کیجئے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ یا تو گمشدہ فرد جلد واپَس آجائے گا یا اُس کی خبر مل جائے گی۔(مدّت: تا حُصولِ مُراد)

(مینڈک سوار بچھو، ص21)

ماہنامہ خواتین (ویب ایڈیشن)

شرعی تفتیش: مولانا عبد الماجد عطاری مدنی دار الافتاء اہل سنت (دعوتِ اسلامی)

تاثرات (Feedback) کے لئے

اپنے تاثرات، مشورے اور تجاویز نیچے دیئے گئے ای میل ایڈریس اور واٹس ایپ نمبر (صرف تحریری طور پر) پر بھیجیے:

mahnamahkhawateen@dawateislami.net 0348-6422931

پیش کش: شعبہ فیضانِ صحابیات و صالحات / شعبہ خواتین المدینۃ العلمیہ (اسلامک ریسرچ سینٹر) دعوتِ اسلامی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ؕ اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: مجھ پر دُرُود شریف پڑھ کر اپنی مجالس کو آراستہ کرو کہ تمہارا دُرُودِ پاک پڑھنا بروزِ قیامت تمہارے لئے نور ہوگا۔ (فردوس الاخبار، 1/422، حدیث: 3149)

مُناجات

ہمارے دل سے زمانے کے غم مٹا یارب
ہو میٹھے میٹھے مدینے کا غم عطا یارب

غمِ حیات ابھی راحتوں میں ڈھل جائیں
تِری عطا کا اشارہ جو ہو گیا یارب

پئے حُسین و حَسَن فاطمہ علی حیدر
ہمارے بگڑے ہوئے کام دے بنا یارب

ہماری بگڑی ہوئی عادتیں نکل جائیں
ملے گناہوں کے اَمراض سے شِفا یارب

گناہ گار طلبگارِ عَفو و رحمت ہے
عذاب سہنے کا کس میں ہے حوصلہ یارب

میں پُل صراط بلا خوف پار کر لوں گا
ترے کرم کا سہارا جو مل گیا یارب

کہیں کا آہ! گناہوں نے اب نہیں چھوڑا
عذابِ نار سے عطّارؔ کو بچا یارب

از: شیخِ طریقت امیرِ اَہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ
وسائلِ بخشش (مُرمّم)، ص76

مَنقَبَت

پیروں کے آپ پیر ہیں، یاغوث المدد
اَہلِ صَفا کے **مِیر** ہیں، یا غوث المدد

رنج و اَلَم کثیر ہیں، یا غوث المدد
ہم عاجز و اسیر ہیں، یا غوث المدد

ہم کیسے جی رہے ہیں یہ تم سے کیا کہیں
ہم ہیں اَلم کے تیر ہیں، یا غوث المدد

کس دل سے ہو بیان **بے دادِ ظالماں**
ظالم بڑے شریر ہیں، یا غوث المدد

اَہلِ صَفا نے پائی ہے تم سے **رَہِ صفا**
سب تم سے **مُسْتَنِیْر** ہیں، یاغوث المدد

صدقہ رسولِ پاک کا جھولی میں ڈال دو
ہم قادری فقیر ہیں، یا غوث المدد

دل کی سنائے اخترؔ دل کی زبان میں
کہتے یہ بہتے **نِیْر** ہیں، یا غوث المدد

از: تاجُ الشّریعہ مفتی اختر رضا خان رحمۃ اللہ علیہ
سفینۂ بخشش، ص74

مشکل الفاظ کے معانی: اَہلِ صَفا: نیک لوگ۔ **مِیْر:** امیر کا مُخَفَّف، سردار۔ **بے دادِ ظالماں:** ظالموں کے ظلم و ستم۔ **رَہِ صَفا:** نیکی کی راہ۔ **مُسْتَنِیْر:** روشنی طلب کرنے والے۔ **نِیْر:** آنسو۔

بنت خان بہادر عطاریہ مدنیہ
معلمہ جامعہ فیضانِ اُمِّ عطار
شفیع کا بھٹہ سیالکوٹ

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ

اللہ پاک پارہ 30 سورۂ الم نشرح کی آیت نمبر 4 میں اپنے محبوبِ کریم کے ذکر کی بلندی کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ ترجمۂ کنز الایمان: اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔(پ30،الم نشرح:4)

مذکورہ آیتِ کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے مفسرین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا ذکر بلند ہونے کی مختلف توجیہات بیان کی ہیں۔ چنانچہ،

حضرت امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ایک قول کے مطابق مراد یہ ہے کہ اذان میں آپ کا ذکر بلند کیا۔[1] اور ایک قول کے مطابق مراد یہ ہے کہ جب بھی میرا ذکر کیا جائے گا میرے ساتھ آپ کا ذکر بھی کیا جائے گا، پھر آپ نے پڑھا: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔[2]

حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے نقل فرماتے ہیں: اللہ پاک فرماتا ہے: (اے حبیب!) میرا ذکر تیرے ذکر کے ساتھ کیا گیا ہے، اذان، اقامت اور تشہد میں، جمعہ کے دن منبروں پر، عید الفطر و عید الاضحیٰ کے دن، ایامِ تشریق میں، عرفہ کے دن، جمروں کے قریب، صفا مروہ پر، نکاح کے خطبے اور مشرق و مغرب میں۔ ایک قول یہ ہے کہ ہم نے آپ سے پہلے انبیائے کرام علیہم السلام پر نازل ہونے والی کتابوں میں آپ کا ذکر کیا اور ہم نے انہیں آپ کے بارے میں بشارت دینے کا حکم دیا۔ ایک قول یہ ہے کہ ہم نے آسمانوں میں فرشتوں کے ہاں آپ کے ذکر کو بلند کر دیا اور زمین میں مومنوں کے ہاں آپ کے ذکر کو بلند کر دیا۔ ہم آخرت میں آپ کا ذکر بلند کریں گے کہ ہم آپ کو مقامِ محمود اور باعزت درجات عطا کریں گے۔[3]

امام فخر الدین محمد بن عمر رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیرِ کبیر میں اسی آیتِ مبارکہ کے تحت لکھتے ہیں: سب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا ذکر کیا ہے اور آپ کے نام کی شہرت تمام آسمانوں اور زمینوں میں ہے، آپ کا نام عرش پر لکھا ہوا ہے، کلمۂ شہادت اور تشہد میں اللہ پاک کے نامِ اقدس کے ساتھ آپ کا نامِ مبارک ذکر کیا جاتا ہے۔ اللہ پاک نے گزشتہ آسمانی کتب میں آپ کا ذکر فرمایا ہے۔ تمام عالم میں آپ کا ذکر پھیلا ہوا ہے۔ آپ پر بابِ نبوت بند کیا گیا، خطبوں اور اذانوں میں آپ کا ذکر ہوتا ہے، دینی کتب کے شروع اور اختتام پر آپ کا ذکرِ خیر ہوتا ہے۔ اللہ پاک نے قرآنِ کریم میں اپنے ذکر کے ساتھ آپ کا ذکر فرمایا ہے، چنانچہ پارہ 10 سورۃ التوبہ آیت نمبر 62 میں فرمایا: وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْهُ (ترجمۂ کنز الایمان: اور

اللہ ورسول کا حق زائد تھا کہ اسے راضی کرتے)۔ پارہ 4 سورۃ النساء کی آیت نمبر 13 میں فرمایا: وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (ترجمۂ کنز الایمان: جو حکم مانے اللہ اور اللہ کے رسول کا)، پارہ 18 سورۂ نور کی آیت نمبر 54 میں فرمایا: اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ (ترجمۂ کنز الایمان: حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا)۔[4]

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے ترا ذکر ہے اونچا تیرا

امام اہلسنت، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ذکرِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم باعثِ نزولِ رحمت (ہے)۔ اوّلاً حضور (صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم) کا ذکر عینِ ذکرِ خدا ہے۔ امام ابنِ عطا پھر امام قاضی عیاض وغیرہما ائمۂ کرام (رحمۃ اللہ علیہم) وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: جَعَلْتُكَ ذِكْرًا مِنْ ذِكْرِي فَمَنْ ذَكَرَكَ فَقَدْ ذَكَرَنِي (یعنی) میں نے تمہیں اپنی یاد میں سے ایک یاد کیا جو تمہارا ذکر کرے وہ میرا ذکر کرتا ہے۔ اور ذکرِ الٰہی بلاشبہ رحمت اُترنے کا باعث، سیدِ عالم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم صحیح حدیث میں ذکر کرنے والوں کی نسبت فرماتے ہیں: حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ (یعنی) انہیں ملائکہ گھیر لیتے ہیں، رحمتِ الٰہی ڈھانپ لیتی ہے اور اُن پر سکینہ اور چین اترتا ہے۔[5]

ایک مقام پر فرماتے ہیں: یعنی ارشاد ہوتا ہے: اے محبوب ہمارے! ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کیا کہ جہاں ہماری یاد ہوگی تمہارا بھی چرچا ہوگا اور ایمان بے تمہاری یاد کے ہرگز پورا نہ ہوگا، آسمانوں کے طبقے اور زمینوں کے پردے تمہارے نامِ نامی سے گونجیں گے، مؤذن اذانوں اور خطیب خطبوں اور ذاکرین اپنی مجالس اور واعظین اپنے منابر (منبروں) پر ہمارے ذکر کے ساتھ تمہاری یاد کریں گے۔ اشجار و احجار (درخت و پتھر)، آہُو و سوسمار (یعنی ہرن اور گوہ) و دیگر جاندار و اطفالِ شیر خوار (دودھ پیتے بچے) جس طرح ہماری توحید بتائیں گے ویساہی بہ زبانِ فصیح و بیانِ صحیح تمہارا منشورِ رسالت پڑھ کر سنائیں گے۔ چار اکنافِ عالَم میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا غلغلہ (چرچا) ہوگا، جُز (سوائے) اشقیائے ازل (ازلی بدبختوں کے) ہر ذرہ کلمۂ شہادت پڑھتا ہوگا۔ مُسَبِّحانِ ملاءِ اعلیٰ (اللہ کی پاکی بیان کرنے والے فرشتوں) کو اِدھر اپنی تسبیح و تقدیس (پاکی بیان کرنے) میں مصروف کروں گا، اُدھر تمہارے محمود، درودِ مسعود کا حکم دوں گا۔ عرش و کرسی، قصورِ جناں (جنتی محلات)، جہاں پر اللہ لکھوں گا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ بھی تحریر فرماؤں گا۔ اپنے پیغمبروں اور اولوا العزم (ہمت والے) رسولوں کو ارشاد کروں گا کہ ہر وقت تمہارا دم بھریں اور تمہاری یاد سے اپنی آنکھوں کو روشنی اور جگر کو ٹھنڈک اور قلب (دل) کو تسکین (سکون) اور بزم (محفل) کو تزئین (زینت) دیں۔ جو کتاب نازل کروں گا اس میں تمہاری مدح و ستائش اور جمالِ صورت و کمالِ سیرت ایسی تشریح و توضیح سے بیان کروں گا کہ سننے والوں کے دل بے اختیار تمہاری طرف جھک جائیں اور نادیدہ (بن دیکھے) تمہارے عشق کی شمع ان کے کانوں، سینوں میں بھڑک اُٹھے گی۔ ایک عالَم اگر تمہارا دشمن ہو کر تمہاری تنقیصِ شان (شان گھٹانے) اور محوِ فضائل (فضائل مٹانے) میں مشغول ہو تو میں (اللہ) قادرِ مُطلق ہوں، میرے ساتھ کسی کا کیا بس چلے گا؟ لاکھوں بے دینوں نے ان کے محوِ فضائل (فضائل مٹانے) پر کمر باندھی، مگر مٹانے والے خود مٹ گئے اور ان کی خوبی روز بروز مترقی رہی۔[6]

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا
تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

---

1 تفسیرِ قرطبی، پ 30، الم نشرح، تحت الآیۃ: 4، الجزء العشرون، 10/75۔ 2 اللہ والوں کی باتیں، 7/351۔ 3 تفسیرِ قرطبی، پ 30، الم نشرح، تحت الآیۃ: 4، الجزء العشرون، 10/75۔ 4 تفسیرِ کبیر، پ 30، الم نشرح، تحت الآیۃ: 4، 11/208۔ 5 فتاویٰ رضویہ، 5/666۔ 6 فتاویٰ رضویہ، ۳۰/۷۱۹–۷۱۸ملتقطاً

حیا ایمان سے ہے

مسلم شریف کی حدیثِ مبارکہ ہے: عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ: يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ! تَصَدَّقْنَ وَاَكْثِرْنَ الْاِسْتِغْفَارَ، فَاِنِّی رَاَيْتُكُنَّ اَكْثَرَ اَهْلِ النَّارِ۔ فَقَالَتِ امْرَاَةٌ مِنْهُنَّ جَزْلَةٌ: وَمَا لَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَكْثَرُ اَهْلِ النَّارِ؟ قَالَ: تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عورتوں کی جماعت! صدقہ کیا کرو اور کثرت سے استغفار کیا کرو، کیونکہ میں نے تمہیں دیکھا کہ جہنم میں سب سے زیادہ تم ہی ہو، ان میں سے ایک صاحبِ عقل خاتون نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! ہم کس وجہ سے جہنم میں سب سے زیادہ ہوں گی؟ ارشاد فرمایا: کیونکہ تم بکثرت لعنت کرتی ہو اور شوہر کی ناشکری کرتی ہو۔[1]

شرحِ حدیث

اس حدیثِ مبارکہ میں عورتوں کے جہنم میں زیادہ ہونے کی ایک وجہ بکثرت لعنت کرنا بیان کی گئی ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ اس فعل پر جہنم میں داخلے کی وعید سنائی گئی ہے، نیز یہاں عورتوں کا بالخصوص ذِکر اس لئے کیا گیا کہ مردوں کی بہ نسبت عورتوں میں یہ وَصف زیادہ پایا جاتا ہے۔

لعنت کا حکم: علامہ یحییٰ بن شرف نَوَوِی رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کا خلاصہ ہے: علمائے کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مومن پر لعنت کرنا حرام ہے۔ **لعنت کا معنیٰ:** لغت میں لعنت کا معنیٰ ہے: "دور کرنا" اور "دھتکارنا" جبکہ اصطلاحِ شرع میں اس کا معنیٰ ہے: "اللہ پاک کی رحمت سے دور کرنا" اسی لئے جس کی حالت اور کفر پر موت کا یقینی علم نہ ہو، اسے اللہ پاک کی رحمت سے دور (یعنی اس پر لعنت) کرنا جائز نہیں۔[2]

لعنت بھیجنا کوئی کارِ خیر نہیں! اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے والدِ ماجد حضرت علامہ مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کسی پر لعنت کرنا ثواب نہیں، اگر کوئی شخص دن بھر شیطان پر لعنت کرتا رہے، کیا فائدہ حاصل ہوا! اس سے یہ بہتر ہے کہ اس قدر وقت ذکر و تلاوت و دُرُود میں صَرف کرے کہ ثوابِ عظیم ہاتھ آئے، اگر اس کام میں ہمارے لئے کچھ فائدہ ہوتا تو پروردگارِ عالم ابلیس پر لعنت کرنے کا حکم دیتا، پس احتیاط اسی میں ہے کہ جس کے (اچھے یا برے) انجام سے (متعلق) اطلاع نہ ہو اس پر لعنت نہ کرے، اگر وہ لائقِ لعنت کے ہے تو اس پر لعنت کہنے میں تضییعِ وقت ہے (یعنی وقت ضائع کرنا ہے) اور جو لعنت کا مستحق نہیں تو گناہِ بے لذت ہے۔[3]

شوہر کی ناشکری: حدیثِ پاک میں عورتوں کے جہنم میں کثرت سے ہونے کی دوسری وجہ شوہر کی ناشکری بتائی گئی ہے۔ یاد رہے! ✿ شوہر ایک ایسی ہستی ہے جس کی اطاعت اور اس کے احسانات کا شکر کرنا بیوی پر واجب ہے ✿ جو بیوی کو زمانے کی ہَوس بھری نگاہوں سے محفوظ رکھنے کے لئے گویا ایک مضبوط پناہ گاہ کی حیثیت رکھتا ہے ✿ جو زمانے کی تپتی دھوپ میں اسے ایک سائبان فراہم کرتا ہے ✿ بیوی کے جان و مال اور سب سے بڑھ کر اس کی عزت کا محافظ اور اس

کے لئے جائے امان ہوتا ہے ✱ سردی، گرمی، دھوپ، بارش اور حالات کی پرواکئے بغیر خود کو مشقت میں ڈال کر بھی اپنی آسائشوں کو قربان کرکے بیوی کی ضروریات کے ساتھ ساتھ اس کی خواہشات پوری کرنے کی بھی ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔ ✱ حتی کے آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ کسی کو سجدہ کرے تو ضرور عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔(4)

اسی حدیثِ پاک کے تحت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عورت پر شوہر کے حقوق بہت زیادہ ہیں اور عورت اس کے احسانات کا شکریہ ادا کرنے سے عاجز ہے اور آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے فرمان میں حد درجے کا مبالغہ ہے تاکہ پتا چلے کہ عورت پر اپنے شوہر کی اِطاعت واجب ہے، کیونکہ اللہ پاک کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنا جائز نہیں (البتہ! اگر کسی کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو صِرف شوہر کو جائز ہوتا۔)(5) یاد رہے! سجدہ تعظیمی پچھلی شریعتوں میں جائز تھا، ہماری شریعت میں اس کی اجازت نہیں۔(6)

پیاری اسلامی بہنو! اسلام نے شوہر کو بلا شبہ بلند مقام عطا فرمایا اور اس کے حقوق بھی بہت زیادہ بیان فرمائے۔ لیکن افسوس! شوہروں کے احسانات کے سائبان تلے زندگی گزارنے والی اکثر خواتین اپنے شوہروں کی بہت زیادہ ناشکری کرتی، ان کے سامنے اپنی قسمت کا رونا روتی اور شکوے شکایات پر مبنی اس طرح کے جملے کہتی سنائی دیتی ہیں: مثلاً ◄ میری تو قسمت پھوٹی تھی جو میرے گھر والوں نے آپ سے میری شادی کروائی ◄ مجھے آپ نے بہت دکھ دیئے ہیں ◄ آپ ہمیشہ اپنے گھر والوں کی طرف داری کرتے ہیں اور میری بات بالکل نہیں سنتے ◄ آپ کسی بھی کام میں میری مدد نہیں کرتے ◄ آپ بہت سست و کاہل ہیں ◄ آپ سے کسی چیز کی فرمائش کردوں تو آگے سے مجھے صبر و قناعت کا درس دینا شروع کر دیتے ہیں ◄ آپ خود بیمار رہتے ہیں تو مجھے کیسے سنبھالیں گے؟ ◄ آپ سے اچھا تو فلاں شخص ہے جس نے اپنی بیوی کو کم از کم ذاتی گھر تو دیا ہوا ہے، جبکہ آپ مجھے کرائے کے مکانوں میں دھکے کھلا رہے ہیں! ◄ آپ کی ذات سے آج تک مجھے کوئی خوشی اور بھلائی نصیب نہیں ہوئی! وغیرہ

الغرض! ناسمجھ بیویاں شوہروں کے احسانات اور ان کی خوبیوں کو یاد رکھنے کے بجائے ناشکری جیسی بری آفت میں مبتلا رہتی ہیں۔ جس کے سبب ◄ میاں بیوی کے پیار بھرے رشتے کی عمارت میں دراڑیں پڑنا شروع ہو جاتی ہیں ◄ آپس میں دوریاں اور نفرتیں بڑھنے لگتی ہیں ◄ گھر کا امن تہس نہس ہو جاتا ہے ◄ بالآخر نوبت طلاق تک بھی پہنچ جاتی ہے۔ حالانکہ شفیق و مہربان نبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے صدیوں پہلے احسان کرنے والے یعنی شوہر کی اہمیت اور اس کی ناشکری سے بچنے کی تعلیم ارشاد فرمادی تھی۔ جیسا کہ حضرت اسماء بنتِ یزید رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک مرتبہ اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ہم عورتوں کے پاس سے گزرے تو ہمیں سلام کیا اور ارشاد فرمایا: احسان کرنے والوں کی ناشکری سے بچنا! ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم! احسان کرنے والوں کی ناشکری سے کیا مراد ہے؟ ارشاد فرمایا: ممکن تھا کہ تم میں سے کوئی عورت طویل عرصے تک بغیر شوہر کے اپنے والدین کے پاس بیٹھی رہتی اور بوڑھی ہو جاتی، لیکن اللہ پاک نے اسے شوہر اور اس کے ذریعے مال و اولاد کی نعمت سے سرفراز فرمایا، اس کے باوجود جب وہ غصّے میں آتی ہے تو کہتی ہے: میں نے اس سے کبھی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔(7) اللہ کریم تادمِ حیات بیویوں کو اپنے شوہروں کی ناشکری سے محفوظ فرما کر ہمیشہ ان کی فرماں برداری کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم

---

1 مسلم، ص57، حدیث: 241۔ 2 شرح نووی، 2/67۔ 3 فضائل دعا، ص197۔ 4 ترمذی، 2/386، حدیث: 1162۔ 5 مرقاۃ المفاتیح، 6/401، تحت الحدیث: 3255۔ 6 بنیادی عقائد اور معمولاتِ اہلسنت، ص19۔ 7 مسند امام احمد، 10/433، حدیث: 27632۔

عقیدے کی اہمیت

سلسلہ ایمانیات | بنت فیاض عطاریہ مدنیہ ناظم آباد کراچی

امامِ ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: شریعت کے دو حصے ہیں: عقیدہ اور عمل۔ عقائد دین کے اصول ہیں تو اعمال اس کی فروع۔ جس کے عقائد درست نہیں وہ نجات نہیں پاسکتا اور اس کے حق میں عذابِ الٰہی سے خلاصی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ جبکہ بد عمل کی نجات کا احتمال ہے اور اس کا معاملہ اللہ پاک کی مشیت کے حوالے ہے۔ اگر وہ چاہے تو اسے سزا دے (چاہے نہ دے)، جبکہ (دوزخ کی) آگ میں ہمیشہ رہنا بد عقیدہ کے لئے مخصوص ہے۔[1] مزید فرماتے ہیں: ہر عاقل بالغ پر سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ اپنے عقیدے کو عُلمائے اہلِ سنت کے بیان کردہ عقیدوں کے موافق کرے، کیونکہ آخرت میں نجات انہی بزرگوں کے بیان کردہ عقیدوں کی پیروی میں ہے، اس روز نجات صرف انہی بزرگوں کے پیروکاروں کو نصیب ہوگی۔[2]

پیاری اسلامی بہنو! یاد رکھئے! عقیدہ ہی ایمان و کفر کی بنیاد ہے، یعنی عقیدہ اگر اسلامی ہے تو انسان مومن ہے ورنہ کافر۔ ایمان اگر یقینی کامیابی کا ضامن ہے تو کفر یقینی ناکامی کا سبب۔ عقائد کی اصلاح و درستی کے بغیر اچھے سے اچھا عمل بھی اللہ پاک قبول نہیں فرماتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے بزرگ اس کی درستی کا خود بھی خیال رکھتے اور دوسروں کو بھی توجہ دلاتے رہتے۔ جیسا کہ حضرت عبد العزیز بن مسعود دباغ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اسرارِ الٰہی کو وہی برداشت کر سکتا ہے جو پرہیز گار ہو، اس کا عقیدہ درست اور عزم پختہ ہو۔[3] اسی طرح اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: فسقِ عقیدہ (عقیدے کی خرابی) فسقِ عمل (عمل کی خرابی) سے کہیں زیادہ بُری ہے۔[4] تفسیر صراط الجنان میں ہے: جس طرح جسمانی امراض ہوتے ہیں اسی طرح کچھ باطنی امراض بھی ہوتے ہیں، جسمانی امراض ظاہری صحت و تندرستی کے لئے سخت نقصان دہ ہوتے ہیں اور باطنی امراض ایمان اور روحانی زندگی کیلئے زہرِ قاتل ہیں۔ ان باطنی امراض میں سب سے بدتر عقیدے کی خرابی کا مرض ہے۔[5] مزید ایک مقام پر لکھا ہے: اگر عقیدہ خراب ہو تو کسی دوسرے کے عمل سے فائدہ نہ ہوگا۔[6]

پیاری اسلامی بہنو! عقیدے سے مراد چونکہ ایمان، یقین، اعتقاد اور وہ دلی بھروسا یا اعتبار ہے جو کسی امر یا شخص کو درست یا حق سمجھنے سے پیدا ہو۔[7] لہٰذا مومن ہونے کیلئے جن باتوں کی دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار ضروری ہے انہیں اسلامی عقائد کہا جاتا ہے۔[8] اور علمِ عقائد ایک ایسا علم ہے جس کی برکت سے ذات و صفاتِ باری، انبیائے کرام علیہم السلام، صحابہ اور اولیا، قیامت، قبر، حشر نشر، جنّت، دوزخ اور ان سے متعلقہ امور وغیرہ کے بارے میں اہم معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ لہٰذا ان شاء اللہ ماہنامہ خواتین میں عقائد پر مستقل سلسلہ وار مضامین کا اہتمام رہے گا۔

---

1 مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر17، 3/43 2 مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر193، 1/433 ملخصاً 3 الابریز، 2/78، 79 4 فتاویٰ رضویہ، 19/396 5 تفسیر صراط الجنان، 1/74 6 تفسیر صراط الجنان، 1/215 7 آن لائن اردو لغت کبیر 8 کتاب العقائد، ص1

ہمشیرہ غلام مصطفےٰ
طالبہ دورہ حدیث شریف، جامعہ خوشبوئے عطار گلشن کالونی واہ کینٹ

سیرت کے اغراض و مقاصد

بلاشبہ اللہ پاک کے محبوب صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے، مگر آپ کی حیاتِ طیبہ کیسی تھی؟ یہ جاننے کیلئے سیرتِ نبوی کا مطالعہ ضروری ہے۔

سیرت حضور خاتم النبیین، جانِ عالم، جانِ ایمان صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت سے وصالِ ظاہری تک کے تمام مراحلِ حیات، آپ کی ذات وصفات، آپ کے شب و روز اور وہ تمام چیزیں جو آپ کی ذات وصفات سے تعلق رکھتی ہوں، خواہ وہ انسانی زندگی کے عمومی معاملات ہوں یا معجزاتِ نبوت، ان سب کے مجموعے کا نام سیرت ہے۔

اغراض و مقاصد (1) اللہ پاک نے چونکہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے، لہٰذا اس حکمِ الٰہی پر عمل کرنے کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے کس بات کا حکم ارشاد فرمایا؟ اور کس بات سے منع فرمایا؟ اور یہ سب کچھ مطالعۂ سیرت سے ہی جانا جاسکتا ہے۔ (2) اللہ پاک نے اپنی ذات و صفات کے مظہرِ کامل اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو واضح دلیل بنا کر بھیجا اور ان کے وسیلے سے اپنے جلوے ظاہر کئے، چنانچہ حضور کی سیرت کے متعلق زیادہ سے زیادہ جاننا روح کو آرام اور دل کو اطمینان دینے کا باعث ہے۔ (3) ایک عاشقِ رسول چاہتا ہے کہ وہ ہر وقت محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی یادوں میں گم رہے، چاہے یہ گم ہونا زبانی ہو یا قلبی یا پھر ظاہری اعضا کے ذریعے۔ چنانچہ حضور کیسے چلتے تھے؟ ان کا اندازِ گفتگو کیسا تھا؟ وہ دیکھتے کیسے تھے؟ ملنے کا انداز کیسا تھا؟ حضور کا حسن وجمال کیسا تھا؟ یہ سب کچھ وہ سیرت کے مطالعہ سے ہی معلوم کر سکتا ہے۔ (4) محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اور آپ کی حیاتِ طیبہ کا ذکر باعثِ ثوابِ آخرت و نزولِ رحمت ہے، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم تو سر تا پا خیر و رحمت ہیں لہٰذا ان کا ذکر بھی خیر ہی کا باعث ہے۔ (5) مطالعہ سیرت سے قرآن و سنت سمجھنے میں بھی مدد ملتی ہے۔ (6) دینی کام کرنے میں رہنمائی ملتی ہے اور نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے روکنے میں پیش آنے والی مشکلات سے نمٹنے کا حوصلہ پیدا ہوتا ہے۔ (7) عقائد و شریعت اور دیگر امور کے متعلق درست، مستند اور مفید معلومات حاصل ہوتی ہیں۔

الغرض دنیا بھر کے علمائے کرام، بہترین محققین و مصنفین نے سیرت کے موضوع پر مختلف کتابیں لکھیں، لیکن سیرتِ نبویہ کا ہر عنوان وہ سمندر ہے جسے پار کرنا اہلِ علم کے لئے اتنا ہی دشوار ہے، جتنا آسمان کے چاند ستاروں کو توڑ کر اپنے دامن میں بھر لینا۔ کیونکہ جس نے اس موضوع پر جو کچھ بھی بیان کیا یا لکھا اس نے اپنے علم کے مطابق ہی بیان کیا یا لکھا، مگر پھر بھی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔۔۔

پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ سے فیض پانے کے لئے الحمدللہ! ماہنامہ خواتین کے اس صفحے پر اللہ پاک کے پیارے اور آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی سیرت بیان کی جائے گی۔ اللہ کریم ہمیں سیرتِ رسول کا مطالعہ کرنے اور اس کے مطابق زندگی گزارنے کی سعادت نصیب فرمائے۔ اٰمین بجاہ النّبیِّ الاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم

سلسلہ معجزاتِ انبیا

حضرت نوح علیہ السلام

اللہ کریم نے حضرت نوح علیہ السلام کو جو معجزات عطا فرمائے تھے ان میں سے ایک عظیم الشان معجزہ کشتیِ نوح بھی ہے۔[1] اس معجزے کا تذکرہ پارہ 12 سورۂ ھود کی آیت نمبر 36 تا 44 میں مذکور ہے۔ تفاسیر کی روشنی میں اس معجزے کا مختصر تذکرہ پیشِ خدمت ہے، چنانچہ،

جب اللہ پاک نے حضرت نوح علیہ السلام کو بتادیا کہ ان کی قوم میں سے پہلے مسلمان ہوجانے والوں کے علاوہ کوئی اور اب مسلمان نہیں ہوگا تو اس کا تقاضا یہ تھا کہ حضرت نوح علیہ السلام کو یہ معلوم ہوجائے کہ اللہ پاک ان نافرمانوں کو پانی میں ڈبونے کا عذاب دے گا۔ ڈوبنے سے نجات کی صورت صرف کشتی کے ذریعے ممکن تھی، لہٰذا اللہ پاک نے حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی تیار کرنے کا حکم دیا۔[2] کشتی بنانے کے دوران ان کی قوم کے سردار ان کے پاس سے گزرتے اور مذاقاً پوچھتے: اے نوح! کیا کررہے ہو؟ آپ فرماتے: ایسا مکان بنارہا ہوں جو پانی پر چلے۔ یہ سن کر وہ ہنستے ہوئے کہتے: پہلے تو آپ نبی تھے، اب بڑھئی (Carpenter) ہوگئے! یہ بات وہ اس لئے کہتے کہ آپ علیہ السلام کشتی جنگل میں بنارہے تھے جہاں دور دور تک پانی نہ تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ان سے فرمایا: اگر تم ہمارے اُوپر ہنستے ہو تو ایک وقت ہم بھی تمہیں ہلاک ہوتا دیکھ کر تم پر ایسے ہی ہنسیں گے جیسے تم کشتی دیکھ کر ہنس رہے ہو۔

یاد رہے! یہ کشتی دو سال میں تیار ہوئی، اس کی لمبائی 300 گز، چوڑائی 50 گز جبکہ اُونچائی 30 گز تھی۔ اس کشتی میں تین درجے بنائے گئے تھے: (1) نیچے والے درجے میں جنگلی جانور، درندے اور کیڑے مکوڑے تھے، (2) درمیانی درجے میں چوپائے وغیرہ اور (3) اوپر والے درجے میں حضرت نوح علیہ السلام، آپ کے ساتھی اور حضرت آدم علیہ السلام کا جسمِ مبارک اور کھانے وغیرہ کا سامان موجود تھا۔ پرندے بھی اُوپر والے درجے میں ہی تھے۔[3] ضحاک نے کہا: جب حضرت نوح علیہ السلام چاہتے کشتی چلے تو کہتے: "بسم اللہ" کشتی چلنے لگتی تھی اور جب چاہتے تھے کہ ٹھہر جائے تو کہتے: "بسم اللہ" کشتی ٹھہر جاتی۔ اس میں تعلیم ہے کہ بندے کو چاہیے کہ جب کوئی کام کرنا چاہے تو بسم اللہ پڑھ کر شروع کرے تاکہ وہ تمام کاموں میں نجات اور بھلائی کا سبب ہو۔ جب حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر عذاب نازل ہوا تو 40 دن اور راتیں آسمان سے بارش برستی رہی اور زمین سے پانی ابلتا رہا۔ پانی پہاڑوں سے اتنا اونچا ہوگیا کہ ہر چیز اس میں ڈوب گئی۔

جب طوفان اپنی اِنتہا پر پہنچ گیا اور اللہ پاک نے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کو غرق کردیا تو اللہ پاک کی طرف سے زمین کو حکم فرمایا گیا: اے زمین! اپنا پانی نگل جا اور آسمان کو حکم فرمایا گیا: اے آسمان! تھم جا۔ پھر پانی خشک کردیا گیا اور حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کی ہلاکت کا کام پورا ہوگیا۔ آپ 10 رجب کو کشتی میں بیٹھے تھے اور 10 محرم کو آپ کی کشتی جُودی پہاڑ پر ٹھہر گئی۔ آپ نے اس کے شکرانے میں نہ صرف خود روزہ رکھا بلکہ اپنے تمام ساتھیوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔[4] اللہ کریم ہمیں اپنے عذاب سے محفوظ فرمائے۔

اٰمِین بِجاہِ النّبیِّ الاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

1 تفسیر شعراوی، پ20، القصص، تحت الآیۃ: 48، 18 / 10948 ماخوذاً 2 تفسیر روح البیان، پ12، ھود، تحت الآیۃ: 37، 4 / 123 ملخصاً 3 تفسیر خازن، ھود، تحت الآیۃ: 38، 2 / 351- تفسیر مدارک، ھود، تحت الآیۃ: 38، ص496 ملتقطاً 4 تفسیر خازن، ھود، تحت الآیۃ: 44، 2 / 354-353

شرحِ سلامِ رضا

دینِ اسلام چونکہ سلامتی کا دین ہے، اس لئے اسلام میں سلام کو بڑی اہمیت حاصل ہے اور یہ اسلام کا شعار بھی ہے۔ سلام کی اہمیت کے لئے یہی بات کافی ہے کہ قرآنِ کریم میں اللہ پاک نے اپنے بعض نیک بندوں کا نام لے کر سلام بھیجا، جیسا کہ پارہ 23 سورۂ صٰفّٰت میں حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ وہارون اور حضرت الیاس علیہم السّلام پر نام لے کر ان الفاظ میں سلام ذکر فرمایا:

1 سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ(۷۹) 2 سَلٰمٌ عَلٰۤى اِبْرٰهِیْمَ(۱۰۹)

3 سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ(۱۲۰) 4 سَلٰمٌ عَلٰۤى اِلْ یَاسِیْنَ(۱۳۰)

پارہ 19 سورۂ نمل کی آیت نمبر 59 میں اپنے نیک بندوں پر سلام ان الفاظ میں فرمایا: وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰىؕ لیکن جب بات آئی اپنے محبوب کی یعنی آخری نبی، محمد عربی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی تو اہلِ ایمان سے ارشاد فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓىٕكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّؕ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا(۵۶)

(پ22، الاحزاب:56) ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! اس عظیم حکمِ ربانی پر عمل کرتے ہوئے عاشقانِ مصطفےٰ عشق و مستی میں ڈوب کر ادب و احترام کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے بارگاہِ رسالت میں ہدیۂ سلام کا نذرانہ نظم و نثر کی شکل میں پیش کرنے کی سعادت پاتے ہی رہتے ہیں۔ چنانچہ وہ تمام منظم کلام جنہیں عالَمِ اسلام میں بے انتہا شہرت حاصل ہوئی ان میں سے ایک برِّ صغیر پاک و ہند کے مشہور و معروف مذہبی اسکالر اور نعت گو شاعر اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا لکھا ہوا سلامِ رضا بنام مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام بھی ہے جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مشہورِ زمانہ نعتیہ دیوان "حدائقِ بخشش" میں مذکور ہے۔

سلامِ رضا بلاشبہ فی زمانہ اہلسنت کی پہچان ہے، کیونکہ نمازِ جمعہ ہو یا دیگر کوئی مذہبی تقریب، ہر ایک کا اختتام سلامِ رضا پر ہی ہوتا ہے، اگر اسے اُردو زبان کا قصیدہ بُردہ کہا جائے تو ذرہ بھر مبالغہ نہ ہوگا۔ کیونکہ اس سلام میں زبان و بیان، سوز و گداز، معارف و حقائق، قرآن و حدیث، سیرت کے اسرار و رموز، اور اندازِ اسلوب میں جو قدرت و ندرت موجود ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہلِ نظر بھی سلامِ رضا کی فصاحت و بلاغت سے حیران ہیں۔ گویا کہ سلامِ رضا میں سمندر کو کوزے میں سمو دیا گیا ہے۔

سلامِ رضا کی چند خصوصیات یہ ہیں: ❀ سلامِ رضا اُردو زبان میں طویل ترین سلام ہے جس کے اشعار کی تعداد 171 ہے۔

❀سلامِ رضا میں پیکرِ حسن و جمال، محبوب کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اوصافِ جمیلہ، شمائلِ حمیدہ، جود و عطا اور عظمت و جلالت وغیرہ کو اس حسین پیرائے میں ذکر کیا گیا ہے کہ ہر مصرع ایمان کو تازگی بخشتا اور روح کو معطر کرتا ہوا محسوس ہوتا ہے، بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ اس کے ہر شعر کا مفہوم کسی نہ کسی آیتِ قرآنی یا حدیثِ رسول سے ماخوذ ہے تو بے جا نہ ہو گا۔ ❀محبوب و کریم آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ذاتِ ستودہ صفات کے علاوہ آپ کی آل، آپ کے اصحاب و اولیا اور تمام امتِ مصطفےٰ پر سلام بھیجا گیا ہے۔ ❀سلامِ رضا میں قرآن و حدیث کی تعلیمات اور تاریخِ اسلام کے عظیم واقعات بھی انتہائی دلنشین انداز میں مذکور ہیں۔ ❀سلامِ رضا کی ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہ علیہ نے سلامِ رضا کے اشعار میں نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے سراپا کا ذکر کرتے ہوئے اُردو زبان کے انہی الفاظ کا انتخاب فرمایا ہے جو عربی زبان میں بھی استعمال ہوئے ہیں۔

اس سلام کی چونکہ ایک نمایاں خصوصیت اس کی ترتیب کا حسن بھی ہے۔ لہٰذا سلامِ رضا کی خصوصیات کا تذکرہ اس کے حُسنِ ترتیب کے ذکر کے بغیر مکمل ہو ہی نہیں سکتا۔ چنانچہ اس کا ایک مختصر خاکہ پیشِ خدمت ہے:

اشعار	مشمولات
1 تا 30	حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے خصائص، کمالات اور معجزات کے علاوہ حضور کا اللہ پاک کی سب سے بڑی نعمت ہونا، نیز آپ کے وجودِ مسعود کا بے مثل اور ہر شے کے وجود کا سبب ہونا
31 تا 81	حضور کے جسمِ اقدس کے ہر ہر عضو اور اس کی اہم خصوصیت، حسن و جمال اور برکات
82 تا 90	حضور کی ولادتِ باسعادت، بچپن، رضاعت، رضاعی والدہ، رضاعی بھائی اور بہنوں کے ساتھ تعلقات
91 تا 99	حضور کی خلوت، ذکر و فکر، بعثت، شان و شوکت اور غلبۂ دین
100 تا 104	حضور کی غزوات میں شرکت اور جرأت و بہادری
105 تا 117	خاندانِ نبوی اور گلشنِ زہرا
118 تا 126	امہات المومنین کے درجات و کمالات
127 تا 143	صحابۂ کرام، خلفائے راشدین اور عشرۂ مبشرہ کی خدمات
144 تا 149	تابعین، تبع تابعین اور تمام آلِ رسول پر سلام
150 اور 151	ائمۂ اربعہ یعنی امام اعظم ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم کا تذکرہ
152 تا 155	بارگاہِ غوثیت میں حاضری
156 تا 161	اپنے سلسلے کے مشائخِ عظام کا تذکرۂ خیر
162 تا 165	تمام اُمّتِ مسلمہ خصوصاً اہلِ سنت، اپنے والدین، دوست و احباب اور اساتذۂ کرام کے لیے دعا
اختتامیہ	استغاثہ

جس طرح ہر ملک کا اپنا ایک قومی ترانہ (National Anthem) ہوتا ہے اسی طرح اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہ علیہ کا یہ سلام بلاشبہ عالمِ اسلام کا ایک قومی ترانہ بن چکا ہے جو دنیا کے بیشتر ملکوں میں مذہبی و تقدیسی تقریبات کے مواقع پر اور کہیں کہیں صبح کی نماز کے بعد مساجد میں بلا ناغہ پڑھا جاتا ہے۔ اس سلام کا منظوم انگریزی ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔

اَلحمدُ لِلّٰہ! ماہنامہ خواتین کے ویب ایڈیشن میں فیضانِ اعلیٰ حضرت کے نام سے ایک مستقل سلسلہ شروع کیا جا رہا ہے، جس میں اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہ علیہ کے عورتوں سے متعلق بیان کردہ مسائل، فتاویٰ جات اور اصلاح پر مبنی باتیں مذکور ہوں گی، مگر سب سے پہلے ان شاءَ اللہ ہر ماہ سلامِ رضا کے خوبصورت اشعار مختصر شرح کے ساتھ پیش کئے جائیں گے۔

اللہ کریم اس کاوش کو قبول فرمائے۔

اٰمِین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

(1) ناراضی کی حالت میں والدین کا اِنتقال ہو جائے تو...؟

سُوال: اگر اَولاد نے اپنے والدین میں سے کسی ایک کے ساتھ روٹھنے والا اَنداز اِختیار کیا اور اِس دَوران ان کا اِنتقال ہو گیا تو اَب اَولاد کو کیا کرنا چاہئے؟

جواب: ایسی صورت میں اَولاد وہی کام کرے جس کا شریعت نے حکم دیا ہے۔ اُن کی تجہیز و تکفین کا اِنتظام، خوب دُعائے مَغْفِرَت و اِیصالِ ثواب کی ترکیب کرے۔ اولاد کے اس عمل سے والدین کی دل آزاری ہوئی ہو تو اس عمل سے توبہ بھی کرے۔

(مدنی مذاکرہ، 12 محرم الحرام 1440ھ)

(2) اَلْاَماں! قہر ہے اے غوث وہ تیکھا تیرا

سُوال: جب غوثِ پاک حضرت شیخ عبد القادِر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا کہ "میرا یہ قدَم سارے اَولیا کی گردنوں پر ہے" تو کیا کسی نے اِنکار بھی کیا تھا؟

جواب: جی ہاں! جنہوں نے اِنکار کیا تھا اُن کی وِلایت سَلْب کرلی (یعنی چھین لی) گئی تھی۔ اور ایسے بھی واقعات ہیں کہ جنھوں نے رَجوع کر لیا تھا اُنہیں وِلایت واپس مِل گئی تھی۔

(تفریح الخاطر (مترجم)، ص97، 99 ماخوذاً-مدنی مذاکرہ، 4 ربیع الآخر 1441ھ)

اَلْاَماں قَہر ہے اے غوث وہ تیکھا تیرا
مَر کے بھی چین سے سوتا نہیں مارا تیرا
بَازِ اَشْہَب کی غُلامی سے یہ آنکھیں پھرنی
دیکھ اُڑ جائے گا اِیمان کا طوطا تیرا
تجھ سے دَر دَر سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دُور کا ڈورا تیرا
اِس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹّا تیرا

(حدائقِ بخشش، ص28، 29، 21)

(3) روزانہ کتنا دُرُود شریف پڑھنا چاہئے؟

سُوال: دُرُود شریف پڑھنے کی بہت زیادہ تَرغیب دِلائی جاتی ہے تو یہ اِرشاد فرمائیے کہ روزانہ کتنی تعداد میں دُرُود شریف پڑھا جائے؟

جواب: دُرُود شریف جتنا زیادہ پڑھا جائے اُتنا ہی فائدہ ہے، لہٰذا زیادہ سے زیادہ دُرُود شریف پڑھنے کا مَعمول بنانا چاہئے۔ روزانہ کم از کم 313 بار دُرُود شریف تو پڑھ ہی لینا چاہئے۔ (مدنی مذاکرہ، 19 محرم الحرام 1440ھ)

(4) فاتحہ اور نیاز میں فرق!!

سُوال: فاتحہ اور نیاز میں کیا فرق ہے؟

جواب: نیاز اور فاتحہ دونوں کا ایک ہی معنیٰ ہے، لیکن بُزرگانِ دین کے اِیصالِ ثواب کے لئے جو کھانا وغیرہ تیّار کیا جاتا ہے اُسے احتراماً "نیاز" کہا جاتا ہے۔ اور عام شخص کے اِیصالِ ثواب کے لئے جو کھانا تیار کیا جائے اُسے "فاتحہ" کا کھانا کہتے ہیں۔ دراصل نیاز کہنے میں اَدَب زیادہ ہے، اِس لئے بزرگانِ دین کے اِحترام میں نیاز بولا جاتا ہے۔ جیسے چھوٹے آدمی کو کہا جاتا ہے: بیٹھو! جبکہ بڑے آدمی سے عرض کی جاتی ہے کہ تشریف رکھئے! "فاتحہ" یا "نیاز" اللہ پاک کی رِضا حاصل کرنے کے لئے کی جاتی ہے۔ "غوثِ پاک کی نیاز" کہنے میں بھی کوئی حَرَج نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، 9/578 ماخوذاً-مدنی مذاکرہ، 4 ربیع الآخر 1441ھ)

(5) کیا غوثِ پاک رحمۃُ اللہ علیہ مفتی بھی تھے؟

سُوال: کیا غوثِ پاک رحمۃُ اللہ علیہ مفتی بھی تھے؟
جواب: غوثِ پاک رحمۃُ اللہ علیہ مجتہدِ مطلق یعنی حقیقی مفتی تھے۔[1] مجتہد ہی اصل مفتی ہوتا ہے اور اب جو مفتی ہیں یہ "مفتیانِ ناقل" کہلاتے ہیں یعنی مجتہدین نے جو کچھ بیان فرمایا اس میں سے مسئلہ نکال کر ہمیں فتویٰ دیتے ہیں۔
(علم و حکمت کے 125 مدنی پھول، ص 41، 42 ملتقطاً-مدنی مذاکرہ، 5ربیع الآخر 1441ھ)

(6) ملفوظاتِ غوثِ اعظم پر مشتمل کتاب

سُوال: کیا اِس دور میں بھی حضور غوثِ پاک رحمۃُ اللہ علیہ کے ملفوظات کی کتابیں ملتی ہیں؟ اگر ملتی ہیں تو ان پر اِعتبار کیا جاسکتا ہے؟
جواب: اِعتبار نہ کرنے کی وجہ کیا ہے؟ حضور غوثِ پاک رحمۃُ اللہ علیہ کی کتاب "فُتُوحُ الغیب" بہت مشہور ہے۔ اس کتاب کا کئی زبانوں میں ترجمہ کیا گیا ہے اور شیخ عبد الحق مُحدّث دہلوی رحمۃُ اللہ علیہ نے اِس کتاب کی شرح بھی فرمائی ہے جو اُردو ترجمہ کے ساتھ ملتی ہے۔ یاد رہے! ترجمہ کسی عاشقِ غوثُ الاعظم ہی کا لینا چاہئے۔ (مدنی مذاکرہ، 5ربیع الآخر 1441ھ)

(7) پیر صاحب کی تصویر فریم میں لگانا کیسا؟

سُوال: کیا پیر صاحب کی تصویر فریم میں لگاسکتے ہیں؟
جواب: توبہ! توبہ! یہ ناجائز ہے۔ اِس طرح رَحمت کے فرشتے گھر میں نہیں آئیں گے۔[2] بعض لوگ غوثِ پاک شیخ عبد القادِر جیلانی رحمۃُ اللہ علیہ کی طرف منسوب تصاویر لگاتے ہیں جو یقیناً جعلی ہیں، کیونکہ اُس دور میں کیمرا (Camera) نہیں تھا، پھر تصویر میں داڑھی بھی چھوٹی دِکھائی جاتی ہے۔ بالفرض اگر وہ تصویر مَعَاذَ اللہ سچّی بھی ہو تب بھی لگائی نہیں جاسکتی۔ موجودہ پیر صاحب جو نیک آدمی، جامعِ شرائط اور عالِمِ دین ہوں اُن کی تصویر لگانے والا بھی گُناہ گار ہے۔ اگر پیر صاحب ہی اپنی تصویر لگانے کو OK کرتے ہیں تو اب پیر صاحب کو نیک نہیں کہا جائے گا، وہ کسی اور کھاتے میں چلے جائیں گے۔ (مدنی مذاکرہ، 6ربیع الآخر 1441ھ)

(8) 15 سال تک ساری رات ایک قدم پر کھڑے ہوکر تلاوت

سُوال: غوثِ پاک حضرتِ شیخ عبد القادِر جیلانی رحمۃُ اللہ علیہ کی سیرت میں ہے کہ آپ 15 سال تک عشا کی نماز کے بعد دیوار کی کُھونٹی (کیل) کا سہارا لے کر ایک قدم پر کھڑے ہو کر قراٰنِ کریم پڑھنا شروع کرتے اور سحر کے وقت تک قراٰنِ کریم ختم فرمالیتے۔[3] اِس میں کیا حکمت تھی؟
جواب: آپ رحمۃُ اللہ علیہ نے ایسا اپنے نفس کو مارنے کے لئے اور شیطان کو یہ بتادینے کے لئے کیا کہ تُو جتنا روکے گا ہم اُتنا آگے بڑھیں گے، تو جتنی کم عبادت کروانے کی کوشش کرے گا اللہ پاک کی رضا کے لئے ہم اُتنی زیادہ عبادت کریں گے۔ آپ رحمۃُ اللہ علیہ نے جو کچھ کیا اُس پر ہماری آنکھیں بند ہیں، اگر غوثِ پاک رحمۃُ اللہ علیہ پر بھی آنکھیں بند نہیں ہوں گی تو پھر کس پر بند ہوں گی!! (مدنی مذاکرہ، 6ربیع الآخر 1441ھ)

---

(1) آپ رحمۃُ اللہ علیہ ہمیشہ سے حنبلی تھے اور بعد کو جب عین الشریعۃ الکبریٰ تک پہنچ کر منصب "اِجتہادِ مطلق" حاصل ہوا، مذہب حنبلی کو کمزور ہوتا ہوا دیکھ کر اس کے مطابق فتویٰ دیا کہ "حضور" (غوثِ پاک) محی الدین (ہیں) اور (فقہِ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) دِینِ متین کے یہ چاروں ستون ہیں، لوگوں کی طرف سے جس ستون میں ضعف آتا دیکھا اس کی تقویت فرمائی۔ (فتاویٰ رضویہ، 26/433)

(2) فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم: جس گھر میں کُتّا یا تصویر ہو اُس میں رَحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (بخاری، 2/385، حدیث: 3225)

(3) اخبار الاخیار، ص 11

قبر میں صبر کیسے کام آئے گا؟ صحابیِ رسول حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے نیک اعمال اسے گھیر لیتے ہیں اور جس طرف سے بھی عذاب آتا ہے اسے روکتے ہیں۔ جبکہ صبر ایک کونے میں موجود ہوتا ہے اور کہتا ہے: اگر میں نے ایسی کوئی جگہ دیکھی جہاں سے عذاب بڑھ رہا ہو گا تو میں سامنے آ کر اسے عذاب سے بچاؤں گا۔[1]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب صلی اللہ علٰی محمد

یا اللہ! بنتِ شبیر اعوان کو شفائے کاملہ، عاجلہ، نافعہ عطا فرما۔ یا اللہ! صحت و عافیت و راحت و عبادت و ریاضت و دینی خدمتوں بھری طویل زندگی عطا فرما۔ مولائے کریم! یہ بیماری، یہ دکھ، یہ پریشانی ان کے لئے گناہوں کا کفارہ، ترقیِ درجات کا باعث، جنت الفردوس میں بے حساب داخلے اور جنت الفردوس میں تیرے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا پڑوس پانے کا ذریعہ بن جائے۔ اِلٰہَ الْعٰلَمِیْنْ! انہیں دَر دَر کی ٹھوکروں، ہسپتالوں کے پھیروں، ڈاکٹروں کے دھکوں اور دواؤں کے خرچوں سے نجات عطا فرما۔ مولائے کریم! ان پر رحمت کی خاص نظر کر دے۔ اے اللہ پاک! انہیں صبر بھی دے۔ صبر پر ڈھیروں ڈھیر اجر بھی دے۔ شیطانی وسوسوں سے بچا۔ نفس کی شرارتوں سے بچا۔ اپنی رضا پر راضی رہنے کی سعادت دے۔ اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ! لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ! لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ!

گھبرائیے نہیں! یہ بیماری ان شاء اللہ گناہوں سے پاک کر دے گی۔[2] (اس موقع پر امیرِ اہلِ سنت دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ کے رضائی پوتے حسن رضا نے یوں فرمایا:) نماز روزے کی پابندی کرتے رہئے۔ مدنی چینل دیکھتے رہیے۔ اپنی اچھی اچھی نیتیں ضرور بھجوائیے گا۔ ہمت رکھیے گا۔

امیرِ اہلِ سنت دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ کا آڈیو پیغام: روحانی وظیفہ: یَاسَلَامُ 111 بار پڑھ کر بیمار پر دم کرنے سے ان شاء اللہ شِفا حاصل ہو گی۔[3] شفا حاصل ہونے تک وظیفہ جاری رکھیں۔

گھر کے تمام افراد کی خدمتوں میں عرض ہے کہ دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول سے ہر دم وابستہ رہیں۔ خاندان کے تمام اسلامی بھائی ٹھوڑی کے نیچے ایک مٹھی داڑھی سجائیں، داڑھی منڈانا یا ایک مٹھی سے گھٹانا حرام[4] اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ معاذَ اللہ اب تک جس نے داڑھی کٹائی ہو یا ایک مٹھی سے گھٹائی ہو اس پر واجب ہے کہ فوراً توبہ کرے اور پکا عہد کرے کہ اب نہ داڑھی کٹے اور نہ ایک مٹھی سے گھٹے۔ مردوں کے لئے زلفیں رکھنا سنّت ہے۔ آقا کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے کبھی آدھے کان تک، کبھی پورے کان کی لو تک اور کبھی کندھوں تک زلفیں رکھیں۔[5] ہر جمعرات کو دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار اجتماع میں شرکت کرتے رہئے۔ مدنی قافلوں کے مسافر بنتے رہئے۔ گھر کی تمام اسلامی بہنیں ہر بدھ کو دوپہر کے وقت علاقائی سطح پر ہونے والے ہفتہ وار اجتماع میں شریک ہوں۔ ہفتہ وار رسالہ پڑھنے کا بھی معمول بنائیں۔

(1) کتاب القبور لابن ابی الدنیا، ص222، حدیث:52 ملخصاً (2) بخاری، 2/505، حدیث:3616 (3) روحانی علاج مع طبی علاج، ص3 (4) فتاویٰ رضویہ، 22/571 ماخوذاً (5) شمائل محمدیہ، ص18، 34، 35 ماخوذاً

مسلمان عورت

سلسلہ اسلام اور عورت

ام میلاد باجی
(نگرانِ عالمی مجلس مشاورت دعوتِ اسلامی)

اللہ پاک کے فضل و احسان سے ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے فیضانِ رحمت کا سلسلہ صحابۂ کرام، تابعین و تبع تابعین رضی اللہ عنہم اور پھر ان کے فیض یافتگان اَولیائے کاملین کے ذریعے جاری و ساری ہے، اِن نُفوسِ قُدسیہ کے فُیوض و بَرَکات کے باعث ہر دور میں حق کی شمع فَروزاں رہی، انہی کی بدولت لوگوں کی ظاہری و باطنی اصلاح کا سامان ہوتا رہا۔

ولی کسے کہتے ہیں؟

”اللہ کے وہ مقبول بندے جو اس کی ذات و صفات کی معرفت رکھتے ہوں، اس کی اطاعت و عبادت کے پابند رہیں، گناہوں سے بچیں، انہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اپنا قربِ خاص عطا فرمائے ان کو ”اولیاء اللہ“ کہتے ہیں۔“

(بنیادی عقائد اور معمولاتِ اہلسنت، ص 81)

اَلحمدُ لِلّٰہ ہمیں اولیائے کرام سے نسبت و عقیدت ہے اور اولیاء اللہ کی محبت دونوں جہاں کی سعادت اور رضائے الٰہی پانے کا سبب ہے، ان کی برکت سے ربِّ کریم مخلوق کی حاجتیں پوری کرتا ہے، ان کی دعاؤں سے مخلوق فائدہ اٹھاتی ہے، ان کے وسیلہ سے دعا کرنا قبولیّت کا ذریعہ ہے، ان کی سیرت پر عمل کرکے صراطِ مستقیم پر استقامت کے ساتھ چلا جاسکتا ہے، ان کی پیروی کرنے میں نجات ہے نیز اولیائے کرام کی صحبت پانے والا اگر برا بھی ہو تو اچھا بَن جاتا ہے جیسا کہ منقول ہے: ایک چور رات کے وقت حضرتِ رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کے گھر داخل ہوا، اس نے پورے گھر کی تلاشی لی لیکن سوائے ایک لوٹے کے کوئی چیز نہ پائی۔ آپ نے فرمایا: اگر تم ہوشیار چور ہو تو کوئی چیز لئے بغیر نہیں جاؤ گے۔ اس نے کہا: مجھے تو کوئی چیز نہیں ملی۔ آپ نے فرمایا: اس لوٹے سے وضو کر کے کمرے میں داخل ہو جاؤ اور دو رکعت نماز ادا کرو، یہاں سے کچھ نہ کچھ لے کر جاؤ گے۔ اس نے وضو کیا اور جب نماز کے لئے کھڑا ہوا تو حضرت رابعہ نے یوں دُعا کی: اے میرے مولیٰ! یہ شخص میرے پاس آیا لیکن اس کو کچھ نہ ملا، اب میں نے اسے تیری بارگاہ میں کھڑا کر دیا ہے، اسے اپنے فضل و کرم سے محروم نہ کرنا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو اس کو عبادت کی لذت نصیب ہوئی۔ چنانچہ وہ رات کے آخری حصے تک نماز میں مشغول رہا۔ جب سحری کا وقت ہوا تو آپ اس کے پاس تشریف لے گئیں تو اسے حالتِ سجدہ میں پایا۔

(حکایتیں اور نصیحتیں، ص305 ملخصا)

اس ایمان افروز حکایت سے معلوم ہوا کہ اولیائے کرام کی صحبت کس قدر مفید ہے، لہٰذا ہمیں بھی چاہئے کہ اللہ والوں کے دامنِ کرم سے وابستہ رہیں، ان کی سیرت کا مطالعہ کریں نیز ان کی تصنیفات و بیانات کے ذریعے ان کی برکات حاصل کریں۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر تم نفس کی نگرانی چاہتے ہو تو مجاہدہ کرنے والے مردوں اور عورتوں کے حالات کا مطالعہ کرو تاکہ طبیعت بھی راغب ہو اور عمل کا جذبہ بھی پیدا ہو۔ (احیاء العلوم، 5/152)

عورت کا مقام

قبل از اسلام عورت کی حالت زمانۂ جاہلیت کا ذکر حساس طبیعتوں میں جھرجھری پیدا کرتا اور رونگٹے کھڑے کر دیتا ہے، کیونکہ اس زمانے میں ہر طرف جنگل کا قانون تھا، جہاں ظلم وزیادتی، بے حیائی، اذیت ناک رسوم ورواج کے علاوہ کئی انسانیت سوز مظالم نے اپنے پنجے گاڑے ہوئے تھے۔ عورت کو پاؤں کی جوتی، نحوست کی علامت، امن کی دشمن، کھلونا اور نفسانی خواہشات کی تکمیل کا آلہ سمجھا جاتا تھا، وہ جانوروں کی طرح مار کھاتی، بے چاری جہاں جاتی دھتکاری جاتی تھی، اس کے آنسو پونچھنے والا تھا نہ کوئی غموں کا مداوا کرنے والا۔

اسلام میں عورت کا مقام ایسے ہوش رُبا عالَم میں انسانی حقوق کے سب سے بڑے علم بردار مذہب یعنی اسلام کا سورج طلوع ہوا تو سسکتی انسانیت نے سکون کا سانس لیا۔ اسلام نے ظلم و ستم کی چکی میں پستی، ہوس کا نشانہ بنتی، ذلت ورسوائی کی بھٹی میں جھلستی، دکھوں، تکلیفوں اور انسانیت سوز رسومات کی بھینٹ چڑھتی مظلوم عورت کو ظلم و جبر کی بیڑیوں سے آزادی دلوائی۔ اس کے زخموں پر مرہم رکھا اور اس کے آنسوؤں کو اپنے دامن میں جذب کیا، اس کے حقوق متعین کئے، اسے معاشرے میں باعزت طریقے سے جینے کا حق دیا، مردوں کو عورتوں کی عفت و پاک دامنی اور عزت و آبرو کی حفاظت اور ان کے حقوق کی پاسداری کا پابند کیا۔

مقام عورت کی چند جھلکیاں مذہبِ اسلام نے عورتوں کو وہ تاریخ ساز مقام و مرتبہ عطا فرمایا کہ جس پر عورتیں اللہ پاک کا جس قدر بھی شکر بجالائیں یقیناً کم ہے۔ عورتوں کے حوالے سے اسلام کی کرم نوازیوں کی چند جھلکیاں پیشِ خدمت ہیں:

عفت و عزت کی حفاظت دورِ جاہلیت میں پاک دامن عورتوں پر بدکاری کی تہمت لگانا عام تھا، چنانچہ اس کی روک تھام کیلئے قرآنِ کریم میں پارہ 18 سورۂ نور کی آیت نمبر 4 میں جھوٹی تہمت لگانے والے کو 80 کوڑے لگانے کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔ اسی طرح نیک و پارسا عورتوں کا مردوں کی ہوس بھری نگاہوں سے بچنا بھی ممکن نہ تھا، چنانچہ اسلام نے عورتوں کو پردے کا اور مرد و زن دونوں کو نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم فرما کر گویا عورتوں کو امن و سلامتی کا ایک مضبوط قلعہ عطا فرمادیا۔

حقِ وراثت دورِ جاہلیت میں عورتیں مالِ وراثت سے محروم تھیں، اسلام نے عورتوں کے ساتھ ہونے والی اس ناانصافی کا ازالہ کرتے ہوئے انہیں وراثت میں سے حصہ دینے کی تاکید فرمائی، جیسا کہ تفسیر صراط الجنان میں ہے: زمانۂ جاہلیت میں عورتوں اور بچوں کو وراثت سے حصہ نہ دیتے تھے، اس آیت (پ4، النساء: 7) میں اس رسم کو باطل کیا گیا۔ اِس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بیٹے کو میراث دینا اور بیٹی کو نہ دینا صریح ظلم اور قرآن کے خلاف ہے۔ دونوں میراث کے حق دار ہیں۔ اس سے اسلام میں عورتوں کے حقوق کی اہمیت کا بھی پتا چلا۔[1]

رشتوں کا تقدس اسلام نے عورت کو بحیثیت ماں، بہن، بیٹی اور بیوی وغیرہ ہر رشتے کے اعتبار سے ایک ایسا مقام عطا فرمایا، جس کی مثال اس سے پہلے دیکھی گئی نہ بعد میں۔ چنانچہ،

ماں کا مقام زمانۂ جاہلیت میں ماں کے ساتھ بھی انتہائی بُرا سلوک کیا جاتا تھا، بیٹا باپ کے بعد ماں کو مہر کے بدلے فروخت کر دیتا، جائیداد کی طرح بانٹ لیتا بلکہ مَعاذَ اللہ اسے اپنی بیوی بنا لیتا۔ الامان و الحفیظ۔ مگر اسلام نے ماں کو جو مقام و مرتبہ عطا فرمایا اس نے انسانیت کا سر فخر سے بلند کر دیا، چنانچہ پارہ 4، سورۃ النساء میں عورتوں کے زبردستی وارث بننے سے منع فرمایا تو آیت نمبر 22 میں باپ دادا کی منکوحہ سے ہمیشہ کیلئے نکاح کو حرام قرار دے دیا۔ اسی طرح ایک حدیثِ پاک میں جنت کو ماں کے قدموں تلے[2] قرار دے کر اس کی عظمت کو چار چاند لگا دیئے۔

بہن کا مقام بہن کو بھی اسلام کی تجلیات سے حصہ نصیب ہوا بلکہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اپنی رضاعی بہن کے ساتھ عملی طور پر حُسنِ سلوک فرما کر اس کے مقام کو مزید دوبالا کر دیا۔ چنانچہ مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اپنی رضاعی (دودھ شریک) بہن حضرت شیماء رضی اللہ عنہا کے لئے کھڑے ہوئے۔[3] انہیں اپنی چادرِ مبارک بچھا کر اس پر بٹھایا اور ارشاد فرمایا: مانگو، تمہیں عطا کیا جائے گا، سفارش کرو، تمہاری سفارش قبول کی جائے گی۔[4] اس دوران آپ کی مبارک آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا: اگر چاہو تو عزت و تکریم کے ساتھ ہمارے پاس رہو۔ جب آپ واپس جانے لگیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے تین غلام اور ایک لونڈی نیز ایک یا دو اونٹ بھی عطا فرمائے۔ جب جِعرانہ میں دوبارہ انہی رضاعی بہن سے ملاقات ہوئی تو بھیڑ بکریاں بھی عطا فرمائیں۔[5]

ہمارے پیارے اور آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا اپنی رضاعی بہن سے حُسنِ سلوک ہر بھائی کو یہ احساس دلانے کے لیے کافی ہے کہ بہنیں کس قدر پیار و محبت کی مستحق ہیں۔

بیٹی کا مقام اسلام کی آمد سے قبل بیٹیوں سے جینے تک کا حق چھین لیا گیا تھا، حتی کہ انہیں پیدا ہوتے ہی موت کی نیند سلا دیا جاتا تھا، لیکن قربان جایئے! اسلام نے انہیں کئی اعزازات عطا فرمائے، چنانچہ ارشادِ نبوی ہے: جس شخص کی بیٹی ہو تو وہ اسے زندہ دفن کرے نہ اُسے ذلیل سمجھے اور نہ اپنے بیٹے کو اس پر ترجیح دے تو اللہ پاک اسے جنت میں داخل کرے گا۔[6] ایک مرتبہ ارشاد فرمایا: بیٹیوں کو بُرا مت کہو، میں بھی بیٹیوں والا ہوں۔ بے شک بیٹیاں تو بہت محبت کرنے والیاں، غم گسار اور بہت زیادہ مہربان ہوتی ہیں۔[7]

بیوی کا مقام دورِ جاہلیت میں عورت کی بطورِ بیوی کوئی حیثیت نہ تھی، اس رشتے کے اعتبار سے بھی اسے محرومیوں کی دلدل میں دھکیل دیا گیا تھا، مگر اسلام نے اس کے زخموں پر مرہم رکھا اور قرآنِ پاک کے پارہ نمبر 4، سورۃ النساء کی آیت نمبر 19 میں ان سے اچھا برتاؤ کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ چنانچہ اس اچھے برتاؤ سے کیا مراد ہے؟ اس کی وضاحت کرتے ہوئے امام خازن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اچھا برتاؤ یہ ہے کہ اُن کے لئے بھی وہی پسند کرو جو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو۔[8] جبکہ حبیبِ خدا، مکی مدنی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں اچھے وہ لوگ ہیں جو عورتوں سے اچھی طرح پیش آئیں۔[9] یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام علیہمُ الرّضوان اپنی بیویوں کے ساتھ انتہائی اچھا سلوک فرمایا کرتے، جیسا کہ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مکی مدنی، رسولِ ہاشمی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب آدمی اپنی بیوی کو پانی پلاتا ہے تو اسے اس کا اجر دیا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں اپنی بیوی کے پاس آیا اور اسے پانی پلایا اور جو کچھ میں نے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے سنا تھا، اسے بھی سنایا۔[10]

---

1 تفسیر صراط الجنان، 2/ 149۔ 2 کنز العمال، الجزء: 8، 16/ 192، حدیث: 45431۔ 3 سبل الہدی والرشاد، 5/ 333۔ 4 دلائل النبوۃ للبیہقی، 5/ 199۔ 5 سبل الہدی والرشاد، 5/ 333 ملتقطاً۔ 6 ابو داود، 4/ 435، حدیث: 5146۔ 7 مسند الفردوس، 5/ 37، حدیث: 7385۔ 8 تفسیر خازن، 1/ 360۔ 9 ابنِ ماجہ، 2/ 478، حدیث: 1978۔ 10 مجمع الزوائد، 3/ 300، حدیث: 4659۔

بچوں میں عشقِ رسول کیسے پیدا کیا جائے؟

گیلی مٹی کو جس طرح نرم ہاتھوں سے اپنی مرضی کے مطابق کسی بھی صورت میں ڈھالا جاسکتا ہے اسی طرح چھوٹے بچوں کے کردار اور ان کی سوچ کو بھی نرمی کے ساتھ کوئی بھی رُخ دیا جاسکتا ہے۔ ایسے ہی بچّوں کے ذہن کو خالی گلاس کی مانند بھی کہہ سکتے ہیں کیونکہ دونوں ہی میں اپنی مرضی سے جو چاہیں ڈال سکتے ہیں۔ رہا یہ سوال کہ بچوں کے ذہن میں ڈالنا کیا چاہئے تو اس بارے میں واضح رہنمائی پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کا یہ فرمان کر رہا ہے کہ تین خصلتوں کی بنیاد پر اپنی اولاد کی تربیت کرو: اپنے نبی کی محبت، نبی کے اہلِ بیت کی محبت اور قرآنِ پاک کی تعلیم پر۔[1] لہٰذا والدین کو چاہئے کہ اپنے بچوں کی کردار سازی پر بھرپور توجہ دیں اور جس طرح وضع قطع، چال ڈھال، اٹھنے بیٹھنے، بات چیت کرنے، کھانے پینے، دوسروں سے ملنے جلنے اور لباس وغیرہ کے اعتبار سے ان کے ظاہر کو سنوارنے کی فکر کرتے ہیں اسی طرح ان کے باطن کو بھی اسلامی عقائد و نظریات، دینی تعلیمات اور بالخصوص اللہ و رسول کی محبت سے سنواریں تاکہ بڑے ہونے تک وہ سچے عاشقِ رسول بن کر اُبھریں۔ لیکن یہ سب اسی صورت ممکن ہے جب والدین کے اپنے اندر بھی محبتِ رسول کوٹ کوٹ کر بھری ہو۔ آیئے اب ان عوامل کا جائزہ لیتے ہیں جنہیں اپنا کر ہم اپنے بچوں میں عشقِ رسول پیدا کرسکتے ہیں۔

※ ماں باپ اپنے روز مرہ کے کاموں میں نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی سنتوں پر عمل کریں۔ خاص طور پر ماں، کیونکہ بچے کی پہلی درسگاہ ماں ہے۔ جب ماں سنتوں کو اپنائے گی تو بچے کا رجحان بھی سنتِ رسول کی طرف تیزی سے بڑھے گا اور محبتِ رسول صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم پروان چڑھے گی۔ ※ بچوں کو کہانیاں اور واقعات سننے کا بہت شوق ہوتا ہے، لہٰذا انہیں بہلانے کے لئے غیر اخلاقی و غیر اسلامی کہانیوں کے بجائے سیرتِ مصطفےٰ کے واقعات سنایئے۔ ※ جب بچے تھوڑے سمجھدار ہوجائیں تو ان کو وحدانیت و رسالت کے ضروری عقائد بتائیں اس کے علاوہ ختمِ نبوت اور معجزاتِ نبوی سے بھی روشناس کروائیں۔ ※ ماں باپ کے ساتھ ساتھ اساتذۂ کرام کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں میں عشقِ رسول کو ابھاریں، انہیں درودِ پاک کے فضائل سنا کر روزانہ بلا ناغہ کم از کم سو مرتبہ درودِ پاک پڑھنے کی ترغیب دیں۔ ※ شروع ہی سے بچوں کی یہ عادت پختہ کروائیں کہ جب گھر میں داخل ہوں تو سب کو سلام کریں اور آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم پر ایک بار درود شریف بھیجیں اس طرح بچپن ہی سے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے ساتھ محبت بڑھے گی۔ ※ ربیع الاوّل کے جلوس اور محافلِ میلاد میں انہیں اپنے ساتھ شریک رکھیں تاکہ انہیں اس دن اور مہینے کی اہمیت معلوم ہو، نیز انہیں ربیع الاوّل میں لگائے جانے والے مخصوص نعروں کا جواب دینے پر ابھاریں اور ان نعروں کا مطلب بھی سمجھائیں۔ ※ مختلف مواقع پر جب گھر میں بچے اکٹھے ہوتے ہیں تو ان کے درمیان نعتِ رسول اور بیانِ سیرت کا مقابلہ کروائیں اور ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے تحفے تحائف بھی دیں۔ گھر میں دینی ماحول بنائے رکھیں اس کے لئے مدنی چینل خود بھی دیکھیں اور بچوں کو بھی دکھاتے رہیں اس سے بھی بچوں میں لگن پیدا ہوگی۔ اللہ پاک ہمیں اور ہمارے بچوں کو عشقِ رسول کی دولت عطا فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم

---

[1] جامع صغیر، ص25، حدیث: 311۔

حضرت اُمِّ بِشر بنتِ قیس رضی اللہُ عنہا

حضرت اُمِّ بِشر بنتِ قیس بن ثابت رضی اللہُ عنہا ان انصاری صحابیات میں سے ہیں جو ہجرتِ نبوی سے پہلے ہی اسلام لاچکی تھیں، بعض نے آپ کا نام خُلَیسہ[1] اور بعض نے خُلَیدہ[2] ذکر کیا ہے۔

آپ کا تعلق قبیلۂ بنی دُہمان سے تھا، آپ کا پورا گھرانہ ہی عظمتوں کا پیکر تھا، کیونکہ آپ مشہور صحابی حضرت بَراء بن مَعرور رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں۔ آپ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ آپ نے نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے بیعتِ اسلام کی اور آپ سے احادیثِ کریمہ روایت کیں۔[3]

آپ کے فرزند نے غزوۂ بدر میں جامِ شہادت نوش کیا اس اعتبار سے آپ کو ایک شہید صحابی کی والدہ ہونے کا شرف حاصل ہوا۔[4]

سنن ابنِ ماجہ میں ہے کہ حضرت اُمِّ بِشر رضی اللہُ عنہا حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے وصال کے وقت ان کے پاس آئیں اور کہا: اے ابو عبدُ الرّحمٰن! اگر آپ بعدِ وصال فلاں (یعنی میرے بیٹے) سے ملیں تو انہیں میرا اسلام کہنا، تو حضرت کعب نے فرمایا: اے اُمِّ بِشر! اللہ پاک تمہاری مغفرت فرمائے ہمیں بھلا اس کا اختیار کہاں! حضرت اُمِّ بِشر نے جواباً کہا: اے ابو عبدُ الرّحمٰن! کیا آپ نے رسولِ کریم صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سُنا کہ مسلمانوں کی روحیں سبز پرندوں کے قالب میں جنّت کے درخت سے لٹکائی جاتی ہیں۔ فرمایا: ہاں، آپ بولیں: یہ وہی ہے۔[5]

جبکہ طبقات ابنِ سعد میں ہے کہ حضرت اُمِّ بِشر رضی اللہُ عنہا نے خود رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں عرض کیا: کیا مرنے کے بعد مُردے ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں؟ تو حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے (مثال سے سمجھاتے ہوئے) فرمایا کہ نیک روحیں سبز پرندوں کی طرح جنّت میں رہتی ہیں تو جیسے درختوں پر پرندے ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں اسی طرح وہ بھی پہچانتے ہیں۔[6]

حکیمُ الامّت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں کہ مدینۂ منورہ میں جو بھی فوت ہوتا یہ (وقتِ وصال اس کے پاس آتیں اور) اس کی معرفت اپنے بیٹے کو سلام کہلا کر بھیجتی تھیں۔[7]

آپ نے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مرضِ وصال میں آپ کی عیادت کرنے کی سعادت حاصل کی۔[8]

اللہ ربُّ العزّت کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) الاصابہ، 8/107 (2) طبقات ابن سعد، 8/241 (3) طبقات ابن سعد، 8/241 (4) طبقات ابن سعد، 8/241 (5) ابنِ ماجہ، 2/196، حدیث: 1449 (6) طبقات ابن سعد، 8/241 (7) مراٰۃ المناجیح، 2/459 (8) طبقات ابن سعد، 8/241۔

سلسلہ | تذکرۂ صالحات

بزرگ خواتین کی سیرت سے ماخوذ مدنی پھول

كُلُّ مُصِيبَةٍ بَعدَكَ جَلَلٌ۔[1] یعنی حضور! آپ کے بعد ہر مصیبت ہیچ ہے۔

پیاری اسلامی بہنو! اس تاریخی جملے کے پسِ منظر میں ایک ایسی لازوال داستان مروی ہے، جو ابتدائے اسلام کی خواتین کے عشقِ مصطفٰے کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ بظاہر یہ الفاظ ایک صحابیہ کے ہیں مگر ان میں پوشیدہ جذبات ہر دور کی مسلمان خواتین کی ترجمانی کر رہے ہیں۔

واقعے کا پسِ منظر غزوۂ اُحد کے موقع پر شیطان نے جب یہ افواہ اُڑائی کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم شہید ہو گئے ہیں تو اس ہولناک خبر سے مدینہ منورہ کے در و دیوار تک ہل گئے، مدینہ شریف کی گلیوں میں غم و حزن کی فضا چھاگئی، ہر آنکھ اشکبار ہو گئی، یہاں تک کہ بعض پردہ نشین خواتین اپنے جذبات پر قابو نہ پاسکیں تو تفتیشِ حال کے لئے دیوانہ وار میدانِ احد کی طرف چل پڑیں۔[2] اس منظر کو کسی نے اشعار میں یوں بیان کیا ہے:

ساعت میں جو یہ دِل ریش اَخبارِ وَفات آئیں
مدینے سے نکل کر مُومِناتِ قانِتات آئیں
نبی کو ڈھونڈتی تھیں اس ہَلاکت خیز میداں میں
لیے پھرتی تھیں اِک تصویرِ حسرت چشمِ حیراں میں

میدانِ احد کی طرف جو خواتین دیوانہ وار گئیں ان میں سے تقریباً پانچ خواتین نے مذکورہ جملے سے ملتے جلتے الفاظ کہے، البتہ! یہ جملہ قبیلہ بنی دینار کی ایک بوڑھی خاتون کا ہے کہ جنہیں راستے میں ان کے باپ، بھائی اور شوہر کی شہادت کی خبر دی گئی، مگر وہ سنی ان سنی کرتے ہوئے لوگوں سے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خیریت پوچھتے ہوئے بس چلتی ہی رہیں، یہاں تک کہ جب لوگوں نے انہیں رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے قریب لے جاکر کھڑا کیا اور انہوں نے جمالِ نبوّت کو دیکھا تو بے اختیار پکار اٹھیں: كُلُّ مُصِيبَةٍ بَعدَكَ جَلَلٌ۔[3] اس عاشقِ رسول خاتون کے جذبات کی عکاسی کسی نے اشعار کی صورت میں کیا خوب کی ہے:

بڑھ کر اس نے رخِ اقدس کو جو دیکھا تو کہا
تُو سلامت ہے تو پھر ہیچ ہیں سب رنج والم
میں بھی اور باپ بھی، شوہر بھی، برادر بھی فدا
اے شہِ دیں! ترے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم؟

پیاری اسلامی بہنو! یہ اور اس طرح کے مزید واقعات جن سے صحابیات طیبات رضی اللہ عنہن کے عشقِ سرکار میں وارفتگی معلوم ہوتی ہے، پڑھنے کے لئے مکتبۃ المدینہ کے رسالے صحابیات اور عشقِ رسول کا مطالعہ کیجئے۔ ماہنامہ خواتین (ویب ایڈیشن) کے ان صفحات میں ان شاء اللہ صحابیات و صالحات کی سیرت کے نمایاں پہلوؤں کو اجاگر کرنے اور ان سے حاصل ہونے والے مدنی پھول سلسلہ وار پیش کئے جائیں گے۔

---

1 سیرۃ ابن ہشام، ص340 2 سبل الہدیٰ، 4/ 335
3 سیرۃ ابن ہشام، ص340

بنت سعید عطاریہ مدنیہ
سرجانی ٹاؤن کراچی

امورِ خانہ داری کے متعلق مدنی پھول

خواتین کی فلاح و کامیابی کے لئے لازم ہے کہ وہ سگھڑ ہوں، امورِ خانہ داری سے بخوبی آگاہ ہوں۔ جگر گوشۂ رسول، حضرتِ فاطمہ بتول رضی اللہ عنہا نکاح کے بعد جب شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کے دولت خانہ میں تشریف لائیں تو گھر کے تمام کاموں کی ذمّہ داری کو بڑے اچھے انداز میں نبھایا اور ہر طرح کے حالات میں اپنے شوہر کا ساتھ دیا۔ جیسا کہ حضرتِ ضمرہ بن حبیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے اُمورِ خانہ داری (مثلاً چکی پیسنے، جھاڑو دینے، کھانا پکانے کے کام وغیرہ) اپنی شہزادی حضرتِ فاطمۃُ الزہراء رضی اللہ عنہا کے سپرد فرمائے اور گھر سے باہر کے کام (مثلاً بازار سے سودا سلف لانا، اُونٹ کو پانی پلانا وغیرہ) حضرتِ علیُّ المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ذمّہ لگا دیئے۔[1] ایک روایت میں ہے کہ خاتونِ جنت حضرتِ علیُّ المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی والدۂ ماجدہ حضرتِ فاطمہ بنتِ اسد رضی اللہ عنہا کی خدمت فرماتیں اور گھر کے کام کاج بھی دیکھتیں۔[2]

پیاری اسلامی بہنو! سیدہ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کی سیرت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ امورِ خانہ داری خود سر انجام دیتیں، گھریلو کام کاج کسی سے نہ کرواتیں، کام کی کثرت سے گھبراتیں نہ کسی قسم کی محنت مشقت سے پریشان ہوتیں۔ شوہر کے سامنے حرفِ شکایت زبان پر لاتیں نہ ان سے بے جا فرمائشیں کرتیں۔ چاہے خود فاقے سے ہوں جب تک شوہر اور بچوں کو نہ کھلا لیتیں خود ایک لقمہ بھی منہ میں نہ ڈالتیں۔ نیز آپ رضی اللہ عنہا نے گھر میں کام کے لئے خادمہ نہ رکھی، بلکہ آپ کی وجہ سے امتِ مسلمہ کی ہر عورت کو تسبیحِ فاطمہ کی صورت میں ایک دولت نصیب ہوئی۔

پیاری اسلامی بہنو! خاتونِ جنّت رضی اللہ عنہا کا امورِ خانہ داری سرانجام دینا چونکہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی مرضی و مَنْشا کے مطابق تھا، لہٰذا یاد رکھئے کہ جو بات حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو پسند ہو وہ ربِّ کریم کی بارگاہ میں بھی پسندیدہ اور محبوب ہے، اس لئے ہر عورت کو چاہیے کہ رضائے خدا و مصطفےٰ کی خاطر گھر کا کام کاج خود کیا کرے۔ اس کی برکت سے ان شاء اللہ بھائی بہنوں اور ماں باپ کی منظورِ نظر بن جائیں گی، شادی شدہ ہیں تو شوہر، نند اور ساس کے دلوں میں جگہ بن جائے گی، اگر پہلے سے ہی کام کرنے کی عادت پڑے گی تو شادی کے بعد گھر سنبھالنا آسان ہوگا اور گھر امن کا گہوارہ بن جائے گا۔

ماہنامہ خواتین کے اس صفحے میں ان شاء اللہ ایک ایسے سلسلے کا آغاز کیا جارہا ہے جس میں اسلامی بہنوں کو صحابیات و صالحات کی سیرت کی روشنی میں امورِ خانہ داری سے متعلق مدنی پھول پیش کئے جائیں گے، تاکہ جو اسلامی بہنیں امورِ خانہ داری سے جی چراتی ہیں یا سستی کا مظاہرہ کرتی ہیں یا وہ ان امور سے متعلق اسلامی تعلیمات جاننا چاہتی ہیں وہ نہ صرف بزرگ خواتین کی گھریلو زندگی سے آگاہ ہوں بلکہ اس سلسلے میں مذکور مدنی پھولوں پر عمل کرکے اپنی گھریلو زندگیوں کو بھی امن کا گہوارا بنا سکیں۔

---

(1) مصنف ابن ابی شیبۃ، 8/157، حدیث: 14 (2) اصابہ فی تمییز الصحابہ، 8/297

سلسلہ تذکرہ صالحات

مرحوماتِ دعوتِ اسلامی

دعوتِ اسلامی سے وابستگی لاہور کے علاقے نشاط کالونی کی اسلامی بہن مرحومہ اُمِّ خلیل کشور عطاریہ بنت مرحوم راجہ محمد گلستر اپنے بڑے بھائی کی انفرادی کوشش کے نتیجے میں علاقائی سطح پر ہونے والے اسلامی بہنوں کے ہفتہ وار اجتماع میں شریک ہوئیں تو اتنی متأثر ہوئیں کہ دعوتِ اسلامی کی ہو کر رہ گئیں۔ قادریہ عطاریہ سلسلے میں بیعت ہو کر غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی مریدنی بنیں اور ہفتہ وار اجتماع اور علاقائی دورہ میں شرکت ان کا معمول بن گیا۔

شریعت کی پاسداری شرعی احکامات کی پابند ہونے کے علاوہ شرعی پردے کے معاملے میں بھی نہایت حسّاس تھیں یہی وجہ ہے کہ مرحومہ نہ صرف خُود مکمل طور پر شرعی پردہ کرتیں بلکہ ان کی ترغیب پر علاقے کی کئی اسلامی بہنیں بھی شرعی پردے کا خوب خیال رکھنے لگیں۔

دینی کاموں میں عملی دلچسپی اِنہوں نے دعوتِ اسلامی کے عظیم دینی مقصد "مجھے اپنی اور ساری دُنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے" کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے اپنی بڑی بہن کے ساتھ مل کر نیکی کی دعوت کی خُوب دُھومیں مچائیں، ان کے اخلاص اور دینی کاموں کی سچی لگن کے پیشِ نظر انہیں حلقہ مشاورت کی ذمہ دار بنا دیا گیا تھا، نیز علاقائی سطح پر ہونے والا اسلامی بہنوں کا ہفتہ وار اجتماع بھی ان کے گھر منتقل ہو گیا۔ ان کی ملنساری، حُسنِ اخلاق کی چاشنی سے لبریز انفرادی کوشش اور مَدَنی مٹھاس سے تربتر بیانات کی بدولت بہت سی اسلامی بہنیں دعوتِ اسلامی کے مُشکبار مَدَنی ماحول سے وابستہ ہوئیں اور اسلامی بہنوں کے ہفتہ وار اجتماع میں شرکت کی پابند بھی بن گئیں۔

پیر و مرشد سے انوکھی عقیدت مرحومہ اپنے پیر و مرشد سے والہانہ عقیدت رکھتی تھیں، چنانچہ ایک مرتبہ ان کے بھائی نے انہیں اردو کے دُعائیہ الفاظ یاد کرتے دیکھا تو مسکرا کر پوچھا کہ کیا اردو دعا بھی کوئی یاد کرتا ہے تو بولیں کہ یہ میرے پیر و مرشد کے دُعائیہ الفاظ ہیں اسی لئے یاد کر رہی ہوں تاکہ اجتماع میں انہی الفاظ سے دعا کرواؤں۔

عمدہ اوصاف عام طور پر لوگ دوسروں کے ساتھ بہت میٹھے اور گھر والوں سے روکھے انداز سے پیش آتے ہیں مگر مرحومہ ایسی نہ تھیں یہی وجہ ہے کہ باہر کی اسلامی بہنوں کے علاوہ گھر کے افراد بھی ان کے حسنِ اخلاق اور اعلیٰ کردار کے گُن گاتے دکھائی دیتے تھے اور کیوں نہ ہو کہ انہوں نے دینی کاموں میں مصروفیت کی وجہ سے کبھی گھریلو کاموں میں کوتاہی نہ کی۔

والدین اور بہن بھائیوں کی قابلِ رشک خدمت مرحومہ نے ٹوٹ کر والدین اور بہن بھائیوں کی خدمت کی حتیٰ کہ جب مرحومہ کی دونوں بہنیں شادی کے بعد اپنے گھر کی ہو گئیں اور والدہ ٹانگ ٹوٹنے کی وجہ سے پاؤں سے معذور ہو گئیں تو گھر کے کاموں کی ساری ذمہ داری تنہا انہی کے کندھوں پر آن پڑی جو انہوں نے بخوبی نبھائی، جب تک گھر کے تمام افراد کھانا کھا

کرفارغ نہ ہو جاتے آپ کھانا نہ کھاتیں۔

تعلیمی قابلیت F.A تک دنیوی تعلیم تو پہلے ہی حاصل کر چکی تھیں، دعوتِ اسلامی سے وابستگی کے بعد دینی علم کی پیاس محسوس ہوئی تو علمِ دین سے سیراب ہونے کے لئے ایک سُنّی دارُ العلوم میں عالمہ کورس میں داخلہ لیا دو سال تک تو مسلسل علم حاصل کیا مگر والدہ کی بیماری کی وجہ سے یہ سلسلہ مزید جاری نہ رہ سکا اور مجبوراً تعلیم ادھوری چھوڑنی پڑی۔

رشتۂ ازدواج الحمدُ للہ! ان کا نکاح دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رُکن کے ساتھ ہوا،(یہ نکاح ان کے میٹھے میٹھے مرشد کریم امیرِ اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ نے پڑھایا تھا) رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے نیک بیوی کو بہترین متاعِ دُنیا قرار دیا ہے۔ (مسلم، ص595، حدیث:3643 ماخوذا)مرحومہ بھی بعدِ نکاح اپنے شوہر کے لئے نمازی پرہیز گار اور نہایت خدمت گار بیوی ثابت ہوئیں۔

عزم و استقلال شادی کے بعد شوہر کی رضامندی سے کراچی میں 12 دن کے تربیتی کورس میں بھی شرکت کی، اس دوران طبیعت بھی خراب ہوئی مگر ہمت نہ ہاری اور کورس میں مکمل شرکت کی۔

مدنی قافلے میں سفر اور مدنی بہار اسلامی بہنوں کے مَدَنی قافلہ میں سفر اختیار کیا اور اس کی برکتیں بھی پائیں (اس وقت تنظیمی طور پر اسلامی بہنوں کو بھی محارم کے ساتھ مدنی قافلے میں سفر کی اجازت تھی) چنانچہ مرحومہ کی باجی کا تحریری بیان ہے کہ مجھے میری بہن نے بتایا تھا کہ مَدَنی قافلہ میں سفر سے پہلے مجھے سانس کی تکلیف تھی لیکن مَدَنی قافلے کی برکت سے مجھے اس تکلیف سے کافی حد تک نجات مل گئی۔

سخاوت و فیاضی اپنے گھر میں اسلامی بہنوں کے مَدَنی قافلے ٹھہراتیں اور شرکائے قافلہ کی خوب خدمت کرتیں۔ انہوں نے اس دور میں تقریباً 38ہزار روپے مالیت کا اپنا زیور دعوتِ اسلامی کو دے دیا تھا کہ جب سونا ابھی اتنا مہنگا نہ تھا، مثلاً 2009ء میں جب ان کا وصال ہوا تو اس وقت اگر سونے کی فی تولہ قیمت 25ہزار تھی تو انہوں نے تقریباً ڈیڑھ تولہ سونا دیا۔

پُرملال مگر قابلِ رشک موت اپنی شادی کے تقریباً دو سال بعد ۲۶ رمضانُ المبارک ۱۴۳۰ھ بمطابق 17 ستمبر 2009 بروز جمعرات عصر کے وقت ان کی طبیعت زیادہ خراب ہو گئی، انہوں نے بلند آواز سے یاغوث المدد کہنا شروع کر دیا اور کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ پڑھا۔ انہیں فوراً اسپتال لے جایا گیا مگر جانبر نہ ہو سکیں اور بالآخر ۲۷ رمضانُ المبارک ۱۴۳۰ھ بمطابق 18 ستمبر 2009ء کو انہیں سپردِ خاک کر دیا گیا۔ شاید یہ خدمتِ دین اور خدمتِ والدین ہی کا صلہ تھا کہ مرتے دم اللہ پاک کے فضل سے ان کا آخری کلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ تھا۔

بعدِ انتقال مسکراہٹ اور ہونٹوں کی حرکت مزید برآں یہ کہ غسل کے وقت ان کے چہرے پر مسکراہٹ تھی، تجہیز و تکفین کے بعد جب ان کے جنازے کو تیار کر کے اس کے گرد اسلامی بہنوں نے نعت خوانی شروع کی تو دیکھنے والے یہ ایمان افروز منظر دیکھ کر حیران رہ گئے کہ نعت خواں اسلامی بہنوں کے ساتھ ساتھ مرحومہ کے ہونٹ بھی مسلسل ہل رہے تھے جیسے زیرِ لب نعتِ نبی گنگنا رہی ہوں۔

خوب برسیں گی جنازے پر خدا کی رحمتیں
قبر تک سرکار کی نعتیں سناتے جائیں گے
حشر میں زیرِ لوائے حمد اے عطّارؔ ہم
نعت سلطانِ مدینہ گنگناتے جائیں گے

مرحومہ کے متعلق اچھا خواب مرحومہ کی بھانجی کا بیان ہے کہ میں نے اپنی خالہ کو ان کے انتقال کے بعد خواب میں دیکھا کہ وہ کسی باغ میں پھولوں کے گرد بیٹھی تھیں، میں نے پوچھا: خالہ جان! آپ یہاں کیوں بیٹھی ہوئی ہیں؟ وہ کہنے لگیں کہ اب یہی میرا گھر ہے اور میں یہاں بہت خوش ہوں۔ اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل

مفتی محمد قاسم عطاری

(نگران مجلس تحقیقاتِ شرعیہ، دار الافتاء اہلِ سنّت فیضان مدینہ، کراچی)

ماہنامہ خواتین
نومبر 2021

(1) شوہر اپنے گھر میں عدت نہ گزارنے دے تو؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے کے بارے میں کہ میرے بھائی نے اپنی بیوی کو طلاق دے کر اسے اس کے میکے چھوڑ آنے کا کہا، اپنے گھر رکنے نہیں دیا، تو اس کی بیوی دو دن نیچے دیور کے گھر پر رہی۔ اس کے بعد بیوی کے گھر والے اسے اپنے ساتھ لے گئے کیونکہ شوہر اسے دورانِ عدّت اپنے گھر رہنے نہیں دے رہا۔ اس صورت میں عدت کا خرچہ شوہر پر لازم ہوگا یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں مذکورہ عورت کی عدت کا خرچہ اس کے شوہر پر لازم ہے۔

اس مسئلے کی تفصیل یہ ہے کہ طلاق والی عورت کے لئے عدت شوہر کے گھر پر گزارنا لازم ہے اور جب وہ شوہر کے گھر پر عدت گزارے، تو اس کا نفقہ یعنی خرچہ شوہر پر لازم ہوتا ہے۔ لیکن اگر عدت میکے میں یا کہیں اور گزارے، تو جب تک شوہر کے گھر لوٹ کر نہیں آتی، اس وقت تک وہ ناشزہ یعنی نافرمان کہلاتی ہے اور شوہر سے عدت کا خرچ لینے کی حق دار نہیں ہوتی۔ البتہ اگر شوہر ہی اسے گھر سے نکال دے اور اپنے گھر عدت گزارنے نہ دے، جس کی وجہ سے وہ مجبور ہو کر کسی اور جگہ عدت گزارے، تو اس صورت میں وہ نافرمان نہیں ہوتی اور شوہر پر اس کی عدت کا خرچہ بدستور لازم رہتا ہے اور اسے نکالنے کی وجہ سے شوہر گناہ گار بھی ہوتا ہے کیونکہ طلاق والی عورت جب تک عدت میں ہو، تو شوہر پر واجب ہے کہ اسے اس مکان میں رہنے دے، جس میں عورت طلاق سے پہلے شوہر کے ساتھ رہتی تھی۔

یاد رہے کہ تین طلاقوں کے بعد عورت مرد پر حرام ہوجاتی ہے اور اب اس سے پردے کے وہی احکام ہیں، جو ایک اجنبی عورت سے پردہ کرنے کے ہیں۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم

(2) بچے کو دودھ پلانے سے وضو کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس بارے میں کہ اگر اسلامی بہن دودھ پیتے بچے کو اپنا دودھ پلائے تو کیا فقط دودھ پلانے سے اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے، اگر نہیں ٹوٹتا تو کیا وہ دودھ پلانے کے بعد اسی وضو سے نماز وغیرہ پڑھ سکتی ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

بچے کو دودھ پلانے کی وجہ سے عورت کا وضو نہیں ٹوٹتا، کیونکہ فقہائے کرام رحمہم اللہ السلام نے قراٰن و حدیث کی روشنی میں وضو توڑنے والی جتنی چیزیں بیان فرمائی ہیں، ان میں بچے کو دودھ پلانا شامل نہیں، لہٰذا اگر کسی عورت نے باوضو ہونے کی حالت میں بچے کو اپنا دودھ پلایا تو وہ بعد میں اسی وضو سے نماز وغیرہ ادا کر سکتی ہے، اس میں کوئی حرج نہیں۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم

رسم و رواج

سلسلہ: شرعی رہنمائی | بنت عمران عطاریہ ملیر کراچی

رسم و رواج یہ دو ہم معنیٰ لفظ ہیں جن سے مراد کسی بات کا عام چلن یا دستور، کسی چیز کا عام استعمال یا معمول میں ہونا، رائج یا جاری ہونا ہے۔[1] ہر دور میں مذہبی و معاشرتی رسم و رواج کا وجود رہا ہے، چنانچہ اسلام سے قبل جو بری رسمیں تھیں حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے وہ ختم فرما کر ہمیں ایک ضابطہ حیات عطا کیا اور زمانۂ جاہلیت کی تمام بری رسموں کو ختم کر دیا۔ مگر افسوس! فی زمانہ بعض لوگ ناجائز باتوں کو عدمِ علم کی بنا پر جائز اور بعض جائز باتوں کو زعمِ علم کی بنا پر ناجائز و حرام قرار دے رہے ہیں۔ چنانچہ،

جائز و ناجائز کا اصول یاد رکھئے! کسی رسم کے جائز و ناجائز ہونے کا اصول یہ ہے کہ جو رسمیں قرآن و سنت کی تعلیمات کے خلاف ہیں وہ ناجائز اور باقی جائز ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے زمانہ جاہلیت میں رائج بعض رسموں کی اصلاح کے بعد انہیں جاری رکھا اور ان تمام رسموں کو ناجائز و حرام قرار دیا جو اسلامی تعلیمات کے منافی تھیں، مثلاً سورج گرہن و برجوں کے متعلق جو برے نظریات تھے ان کی اصلاح فرمائی اور منت، قسم، تعویذ اور دم وغیرہ پہلے سے رائج تھے انہیں برقرار رکھا گیا اور اس کے متعلق شرعی احکام واضح فرمائے، جیسے بیماری میں دم کرنے کا نظریہ تھا تو حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے شرکیہ الفاظ والے منتر سے منع فرما دیا اور جو الفاظ صحیح تھے انہیں برقرار رکھا۔ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: جب تک کسی رسم کی ممانعت شریعت سے ثابت نہ ہو اس وقت تک اسے حرام و ناجائز نہیں کہہ سکتے، کھینچ تان کر ممنوع قرار دینا زیادتی ہے مگر یہ ضروری ہے کہ رسم کی پابندی اسی حد تک کر سکتا ہے کہ کسی فعلِ حرام میں مبتلا نہ ہو۔[2]

نیت کا کردار رسموں کی پیروی میں نیتوں کا بھی بڑا عمل دخل ہے، کئی لوگ جائز و مستحب رسومات کی ادائیگی طعنوں سے بچنے اور برادری میں ناک کٹنے کے ڈر سے یا دکھاوے کے طور پر کرتے ہیں۔ یاد رہے! کسی مستحب عمل جیسے نیاز، دعوت اور عقیقہ وغیرہ نہ کرنے پر طعنہ دینا ناجائز و حرام ہے، اگر کسی نے اس سے بچنے کیلئے ایسا کیا تو ان کا مجبوراً ایسا کرنا جائز، مگر طعنہ دینے والے کیلئے اس دعوت کا کھانا حرام ہے۔ مگر دکھاوے کے طور پر کی گئی دعوت وغیرہ کرنا ناجائز و حرام ہے۔ اس کے برعکس کوئی صلہ رحمی، حسنِ سلوک، شکرِ نعمت کے طور پر کسی دعوت وغیرہ کا اہتمام کرتا ہے تو یہ مستحب ہے۔

غیر مسلموں کے مشابہ رسوم کئی رسموں کو غیر مسلموں کے مشابہ ہونے کی وجہ سے حرام سمجھا جاتا ہے، لہٰذا یاد رکھئے! ہر مشابہت حرام نہیں، کیونکہ ہر مذہب و قوم کے شعار (علامات) ہیں جیسے اسلام کے شعار مسجد، اذان، نماز، قربانی اور ختنہ وغیرہ ہیں اسی طرح دیگر مذاہب کے بھی کچھ شعار ہیں جیسے ماتھے پر قشقہ (تلک) لگانا، صلیب پہننا وغیرہ۔ یہ باتیں منع ہیں، جیسا کہ فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: جس نے کسی قوم سے مشابہت کی وہ انہیں میں سے ہے۔[3] اس کا مطلب یہ نہیں کہ ان کا ہر فعل ناجائز ہو گا بلکہ صرف وہی فعل ناجائز ہو گا جو ان کا خاص شعار ہو گا۔ درمختار میں ہے: اہلِ کتاب سے ہر چیز میں مشابہت مکروہ نہیں ہے جیسے کھانے پینے وغیرہ کے طور طریقے میں کوئی کراہت نہیں ان سے تشبیہ ان کاموں میں حرام ہے جو مذموم یعنی برے ہیں یا پھر ان میں جن مشابہت کا ارادہ کیا جائے۔[4]

---

1 آن لائن اردو وفاقی لغت۔ 2 بہارِ شریعت، 2/104۔ 3 ابوداؤد، 4/62، حدیث: 4031۔ 4 فتاویٰ شامی، 2/464۔

عاجزی

عاجزی کی تعریف: لوگوں کے لئے ان کی طبیعتوں اور مقام و مرتبے کے اعتبار سے نرمی کا پہلو اختیار کرنا اور خود کو حقیر و چھوٹا خیال کرنا عاجزی وانکساری کہلاتا ہے۔[1]

عاجزی کس حد تک کی جائے؟ دیگر اَخلاقی عادات کی طرح عاجِزی میں بھی اعتدال رکھنا بہت ضروری ہے کیونکہ اگر عاجِزی میں بلاضَرورت زیادَتی کی تو ذِلّت اور کمی کی تو تکبّر میں جاپڑنے کا خدشہ ہے۔ لہٰذا اس حد تک عاجِزی کی جائے جس میں ذلّت اور ہلکا پن نہ ہو۔[2] عاجزی کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے کیجئے کہ اللہ پاک پارہ 17 سورۂ حج کی آیت نمبر 34 میں عاجزی کرنے والوں کی مدح یوں بیان فرماتا ہے۔ ترجمۂ کنزالایمان: اور اے محبوب خوشی سنادو ان تواضع والوں کو۔ اسی طرح کئی احادیث مبارکہ میں پیارے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے عاجزی کے فضائل و فوائد بیان فرمائے ہیں ان میں سے 3 ملاحظہ کیجئے: (1) اللہ پاک نے میری طرف یہ وحی فرمائی ہے کہ تم لوگ عاجزی اختیار کرو اور تم میں سے کوئی دوسرے پر فخر نہ کرے۔[3] (2) اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جو محتاج نہ ہونے کے باوجود عاجزی کرے اور اپنا مال گناہوں میں خرچ نہ کرے، محتاج و مسکین پر رحم کرے اور فقہا و اہلِ علم سے میل جول رکھے۔[4] (3) اللہ پاک عاجزی کرنے والوں سے محبت اور تکبر کرنے والوں کو ناپسند فرماتا ہے۔[5]

اسی طرح حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عاجزی کرنے والے کے لئے فرشتے بلندی کی دعا کرتے ہیں۔ عاجزی کرنے والے بروزِ قیامت منبروں پر بیٹھے ہوں گے۔ اللہ پاک اپنے محبوب بندوں کو ہی عاجزی کی صفت عطا فرماتا ہے۔ عاجزی کرنے والوں کو ساتوں آسمانوں تک بلندی عطا کی جاتی ہے۔ عاجزی کرنے والے پر اللہ پاک رحم فرماتا ہے۔[6] جبکہ متکبر کو اللہ پاک ناپسند فرماتا ہے، متکبر سے لوگ بھی نفرت کرتے ہیں، متکبر سے شیطان خوش ہوتا ہے۔

پیاری اسلامی بہنو! ہمیں بھی چاہئے کہ عاجزی کی صفت پیدا کریں اور تکبر کے موذی مرض سے بچیں۔ ہمارے بزرگانِ دِین کا عاجزی اختیار کرنے کا انداز بہت ہی نرالا تھا۔ چنانچہ امیر اہلِ سنت کا عاجزی کا انداز ملاحظہ کیجئے اور عمل کی کوشش کیجئے:

امیرِ اہلسنّت کی عاجزی: ایک بار کسی نے امیرِ اَہلسنّت دامت بَرَکَاتُہُمُ العالیہ کی بارگاہ میں آپ کی دُعا کی برکت سے جِنّ سے نجات کی بہار سنائی تو آپ نے بزرگانِ دین کے طریقے پر عمل کرتے ہوئے عاجِزی کرتے ہوئے کچھ یوں ارشاد فرمایا: یہ سب رب کے فضل و کرم سے ہے ورنہ اگر کوئی سرکش جنّ سامنے آکر کھڑا ہو اور اَڑ جائے کہ کرلو میرا جو کرنا ہے۔ تو میں کیا کرلوں گا! بس بھائی! رب راضی ہو جائے، راضی رہے، اُس کا کرم چاہئے۔ اللہ پاک کو عاجِزی کرنے والے پسند ہیں۔[7] اللہ پاک ہمیں عاجزی اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم

---

(1) فیض القدیر، 1/599، تحت الحدیث: 925 (2) احیاء العلوم، 3/451 (3) ابن ماجہ، 4/459، حدیث: 4179 (4) شعب الایمان، 3/225، حدیث: 3388 (5) کنز العمال، 2/50، حدیث: 5721 (6) احیاء العلوم، 3/999 تا 1002 ملتقطاً (7) مدنی مذاکرہ، 8 جولائی 2015ء

تکبر

تکبر: بیان کرتے ہوئے امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ذٰلِكَ اَنْ يَّرَى الْاِنْسَانُ نَفْسَهٗ اَكْبَرَ مِنْ غَيْرِهٖ یعنی تکبر یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو دوسروں سے افضل سمجھے۔[1]

شرعی حیثیت: اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تکبر حرام ہے اور عظیم کبیرہ گناہ ہے۔[2]

تکبر میں مبتلا ہونے کے اسباب: انسان کے تکبر میں مبتلا ہونے کے مختلف اسباب ہوتے ہیں کبھی علم یا عبادت و ریاضت کی کثرت تو کبھی مال و دولت کی فراوانی، کبھی حسب نسب اور اعلیٰ خاندان سے تعلق تو کبھی عہدہ و اقتدار، کبھی پیہم کامیابیاں تو کبھی حسن و جمال اور کبھی طاقت و قوت انسان کو تکبر میں مبتلا کر دیتی ہے اور وہ خود کو دوسروں سے برتر سمجھنے لگتا ہے، لہٰذا تکبر میں مبتلا ہونے والے کو چاہئے کہ یہ نہ بھولے کہ وقت ایک سا نہیں رہتا، بلندیوں پر پہنچنے والوں کو اکثر واپس پستی کی طرف آنا پڑتا ہے، ہر کمال کو زوال ہے، لہٰذا کامیابی پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے نہ کہ اسے اپنا کمال تصور کرتے ہوئے دوسروں کو حقارت کی نظر سے دیکھنا چاہئے۔[3]

کیا خوبصورت لباس پہننا تکبر ہے؟ فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہے: جس کے دل میں ذرّہ برابر تکبر ہو گا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ ایک شخص نے عرض کی: کسی کو یہ پسند ہوتا ہے کہ کپڑے اچھے ہوں، جوتے اچھے ہوں (یعنی یہ بات بھی تکبر ہے یا نہیں)؟ فرمایا: اللہ پاک جمیل ہے، جمال کو دوست رکھتا ہے۔ تکبر نام ہے حق سے سرکشی کرنے اور لوگوں کو حقیر جاننے کا۔[4] چنانچہ تکبر کے طور پر جو لباس ہو وہ ممنوع ہے، تکبر ہے یا نہیں اس کی شناخت یوں کرے کہ ان کپڑوں کے پہننے سے پہلے اپنی جو حالت پاتا تھا اگر پہننے کے بعد بھی وہی حالت ہے تو معلوم ہوا کہ ان کپڑوں سے تکبر پیدا نہیں ہوا۔ اگر وہ حالت اب باقی نہیں رہی تو تکبر آگیا۔ لہٰذا ایسے کپڑے سے بچے کہ تکبر بہت بری صفت ہے۔[5]

تکبر کے نقصانات: حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تین حالتوں پر مرنے سے بچو: تکبر، لالچ اور گھمنڈ۔ کیونکہ تکبر کرنے والے کو اللہ پاک اس وقت تک موت نہیں دیتا جب تک وہ اپنے گھر والوں اور نوکروں میں سب سے کمتر شخص کے ہاتھوں ذلیل نہ ہو جائے اور لالچی کو اس وقت تک موت نہیں دیتا جب تک اسے روٹی کے ایک ٹکڑے اور پانی کے ایک گھونٹ کا محتاج نہ کردے اور اسے کوئی راستہ نہ سجھائی دے اور گھمنڈی اور اترانے والے کو اللہ پاک اس وقت تک موت نہیں دیتا جب تک اسے اسی کے پیشاب و پاخانے سے آلودہ نہ کردے۔[6] الامان والحفیظ۔

تکبر کا علاج: تکبر کی آفت سے چھٹکارا پانے کیلئے اپنے عیبوں پر نظر کیجئے ◄ سلام و مصافحہ میں پہل کرنے کی عادت بنائیے ◄ اپنے کام خود اپنے ہاتھوں سے کیجئے ◄ سادگی اختیار کیجئے ◄ تکبر کے خوفناک عذابات کا مطالعہ کیجئے کہ کسی بھی مرض سے بچنے اور اس کا علاج کرنے کیلئے اس کے مہلکات یعنی تباہ کاریوں کا جاننا مفید ہوتا ہے ◄ موت کو کثرت سے یاد کیجئے۔[7]

---

1 مفردات للراغب، ص 421 2 فتاویٰ رضویہ، 23/ 614 3 باطنی بیماریوں کی معلومات، ص 279 تا 283 ماخوذاً 4 مسلم، ص 61، حدیث: 265 5 بہارِ شریعت، 3/409 6 منہاج العابدین، ص 168 7 گناہوں کے عذابات، ص 82

مہمان نوازی

سلسلہ: اخلاقیات

بنت نیاز عطاریہ مدنیہ رحیم یار خان

اُف! آج پھر مہمان آگئے۔ امّی جان ایک تو یہ آئے دن مہمان آجاتے ہیں ان سے میں بہت تنگ ہوں کبھی ان کے لیے چائے بناؤ تو کبھی کھانا پکاؤ مجھے تو روز روز مہمانوں کا آنا بالکل پسند نہیں ہے۔ (سارہ نے گھر آئے اپنے ابو کے دوستوں کیلئے کھانے کی تیاری میں امّی کا ہاتھ بٹاتے ہوئے کہا۔)

امّی جان: سارہ! ایسا کہنا بہت بری بات ہے ہمیں اپنے گھر آئے مہمانوں کو زحمت نہیں بلکہ باعثِ رحمت سمجھنا چاہیے اور ان کی عزت اور خوب خاطر داری کرنی چاہیے۔

سارہ: لیکن مہمانوں کو بھی تو روز روز نہیں آنا چاہیے نا، ایک تو مہمان نوازی میں وقت بھی ضائع ہوتا اور پیسے بھی۔ (سارہ چہرے سے ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے بولی)

امّی جان: (سارہ کی یہ بات سن کر امّی جان نے اسے بلا کر پاس رکھی ہوئی کرسی پر بٹھایا اور سمجھایا) دیکھو بیٹا! مہمان تو اللہ کی رحمت اور باعثِ خیر وبرکت ہوتا ہے اور مہمان نوازی ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی پیاری سنّت ہے۔ ہمارے پیارے اور آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ مہمان کی عزت کرے۔[1] اسی طرح ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ایک اور فرمانِ عالی شان ہے: جب کوئی مہمان کسی کے یہاں آتا ہے تو اپنا رزق لے کر آتا ہے اور جب اس کے یہاں سے جاتا ہے تو صاحبِ خانہ کے گناہ بخشنے کا سبب ہوتا ہے۔[2]

سارہ: حیران ہوتے ہوئے بولی اچھا مہمانوں کے اتنے فضائل ہیں یہ تو مجھے معلوم ہی نہیں تھا مہمان تو واقعی اللہ کی نعمت ہوتا ہے۔ امّی جان! اب سے میں بھی خوش دلی کے ساتھ مہمان نوازی کروں گی اور گھر آئے مہمان کی عزت و تکریم کروں گی ان شاء اللہ۔ ویسے امّی جان! آپ کو یہ سب باتیں کیسے معلوم ہوئیں؟ کیا آپ کو نانی جان نے بتائی تھیں۔

امّی جان: بیٹا! میں دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں جاتی ہوں، تم سے بھی کتنی بار کہا ہے میرے ساتھ چلا کرو لیکن تم ہر مرتبہ کوئی نہ کوئی بہانہ کرلیتی ہو۔

سارہ: امّی! آئندہ میں بھی آپ کے ساتھ ضرور اجتماع میں شرکت کروں گی، کیا مجھے بھی یہ سب باتیں سیکھنے کو ملیں گی؟

امّی جان: صرف یہی نہیں بلکہ اور بھی بہت کچھ سیکھنے کو ملے گا۔

(اچھی اچھی نیتیں کرنے کے بعد دونوں ماں بیٹی مہمانوں کے لیے کھانا تیار کرنے میں مشغول ہوگئیں۔)

پیاری اسلامی بہنو! اس فرضی کہانی سے معلوم ہوا کہ گھر آئے مہمانوں کی عزت کرنا چاہئے اور کسی مہمان کے گھر آنے پر ناراض ہونے کے بجائے خوشی کا اظہار کرنا چاہیے اور جہاں تک ممکن ہو شریعت کی روشنی میں مہمان نوازی کرنی چاہیے، اسی طرح مہمانوں کو بھی چاہیے کہ موقع محل دیکھ کر کسی کے یہاں جائیں کہ جس سے صاحبِ خانہ کو ایذا نہ ہو۔ مزید معلومات کے لئے دعوتِ اسلامی کی کتاب سنّتیں اور آداب سے مہمان نوازی کے آداب ملاحظہ کیجئے۔

---

1 صحیح بخاری، 4/136، حدیث 6138۔ 2 کشف الخفا، 2/33، حدیث 1641۔

سلسلہ نئے لکھاری

فرسٹ: ایصالِ ثواب کی برکتیں

اُمِّ زفر

ایصالِ ثواب یعنی ثواب پہنچانا، اس کیلئے بہت سے طریقے رائج ہیں، کچھ تو شرعی اعتبار سے درست ہیں، لیکن کچھ کو عوام نے غیر شرعی بنادیا ہے۔ اس مضمون میں ہم آج کے دور کے حساب سے ایصالِ ثواب کے چند طریقوں پر روشنی ڈالیں گے۔

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان ہے: میری اُمّت گناہ سمیت قبر میں داخل ہو گی اور جب نکلے گی تو بے گناہ ہو گی، کیونکہ وہ مؤمنین کی دعاؤں سے بخش دی جاتی ہے۔[1] حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم! میری ماں انتقال کر گئی ہیں، (میں ان کی طرف سے صدقہ یعنی خیرات کرنا چاہتا ہوں) کون سا صدقہ افضل رہے گا؟ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: پانی۔ چنانچہ انہوں نے ایک کنواں کھدوایا اور کہا: هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ یعنی یہ اُمِّ سعد رضی اللہ عنہما کیلئے ہے۔[2]

مذکورہ بالا احادیثِ مبارکہ ہمیں اپنے مرحومین کیلئے ایصالِ ثواب کرنے کی ترغیب دلاتی ہیں، درج ذیل ایصالِ ثواب کے پانچ طریقے حالاتِ حاضرہ کے مطابق لکھے جارہے ہیں، اگر پسند آئیں تو عمل کرنے کی کوشش کیجئے:

1۔ فاتحہ قرآن خوانی، درودِ پاک کا وِرد اور استغفار پڑھ کر زندوں اور مُردوں کو ایصالِ ثواب کرنا بہترین ہے، اس میں کوئی روپیہ خرچ نہیں ہوتا اور ہم اپنی سہولت سے چلتے پھرتے، کسی بھی وقت ایصالِ ثواب کر سکتی ہیں۔

2۔ نذر و نیاز اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کی فاتحہ کے کھانے کو تعظیماً نذر و نیاز کہتے ہیں اور یہ تبرک ہے، اسے امیر و غریب سب کھا سکتے ہیں، مگر بہتر یہ ہے کہ غریبوں کو اوّلیت دی جائے۔ کوشش کی جائے کہ ہمارے یہاں جو رواج ہو گیا ہے کہ نیاز میں ہم غریبوں کو کم اور اپنے امیر رشتے داروں کو زیادہ دعوت دیتے ہیں، اسے تبدیل کیا جائے اور ہو سکے تو کھانے کو غریبوں کی بستی میں پہنچا دیا جائے، اسی طرح عُرس کے موقع پر مزار پر ایک چادر چڑھا کر باقی چادروں کی رقم سے غریبوں میں کمبل اور ضرورت کی چیزیں تقسیم کی جائیں۔

3۔ تعمیرِ مسجد و مدرسہ مسجد و مدرسے کی تعمیر میں حصّہ لینا بہترین صدقۂ جاریہ اور ایصالِ ثواب کا طریقہ ہے، آج کل نئی مسجدوں کی تعمیر سے زیادہ پُرانی مسجدوں کی تزئین وآرائش پر خرچ کیا جاتا ہے اور ہماری عالیشان مسجدیں نمازیوں سے خالی رہتی ہیں، اس لئے کوشش کی جائے کہ جہاں مسجد نہ ہو، وہاں پر سادگی کے ساتھ مسجد و مدرسے کی تعمیر میں تعاون کیا جائے۔

4۔ دینی کاموں میں حصّہ قرآن شریف کے نسخے، دُرود شریف، نعت شریف کی کتابیں اور دینی کُتب کو ضرورت مندوں تک پہنچانا بھی کارِ خیر ہے، ذکرُ اللہ اور دینی اجتماعات کے انعقاد میں حصّہ لیں، دینی کتب کی اشاعت کروائیں، مدرسے کے خرچ میں تعاون کریں اور ان سب میں ایصالِ ثواب کی نیت کریں۔

5۔ نیک اولاد یہ سب سے اوّل ہے لیکن بڑا محنت طلب کام ہے، اس لئے آخر میں لکھا ہے، نیک اولاد صدقۂ جاریہ ہے، اس لئے کوشش کریں کہ آپ خود، آپ کی اولاد، آپ کے اہل و عیال اور دیگر رشتہ دار دینی ماحول سے وابستہ رہیں، نیک بننے کی کوشش کرتے رہیں، تاکہ ہمارا ہر عمل، قول و فعل ہماری

اگلی اور پچھلی نسلوں کیلئے صدقۂ جاریہ بنے، ہمارا ہر لمحہ ہمارے مرحومین کیلئے ایصالِ ثواب کا ذریعہ بنے۔ اللہ پاک ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

نوٹ اس مضمون کے لکھنے میں امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ کے رسالے فاتحہ اور ایصالِ ثواب کا طریقہ سے مدد لی گئی ہے۔

سیکنڈ: ایصالِ ثواب کی برکتیں

بنت رضوان ملیر کراچی

انسان کی موت کے بعد اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے، البتہ زندوں کی طرف سے کیے جانے والے ایصالِ ثواب سے اس کو نفع پہنچتا ہے اور ایصالِ ثواب کرنے والے کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں ہوتی، بلکہ اُمید ہے کہ اس نے جتنوں کو ایصالِ ثواب کیا، ان سب کے مجموعہ کے برابر اس کو بھی ثواب ملے۔[3] اس لئے ایصالِ ثواب کرتے رہنا چاہئے۔ ایصالِ ثواب کے پانچ طریقے ذیل میں درج ہیں:

(1) دعائے مغفرت کرنا حدیثِ پاک میں ہے: میری امت گناہ سمیت قبر میں داخل ہو گی اور جب نکلے گی تو بے گناہ ہو گی کیونکہ وہ مومنین کی دعاؤں سے بخش دی جاتی ہے۔[4] نیز فرمایا: جو کوئی تمام مومن مردوں اور عورتوں کیلئے دعائے مغفرت کرتا ہے اللہ پاک اس کیلئے ہر مومن مرد و عورت کے عوض ایک نیکی لکھ دیتا ہے۔[5]

(2) حج کرنا حدیثِ پاک میں ہے: جو اپنی ماں یا باپ کی طرف سے حج کرے ان کی طرف سے حج ادا ہو جائے، اسے (یعنی حج کرنے والے کو) مزید دس حج کا ثواب ملے۔[6]

سبحان اللہ! جب کبھی نفل حج کی سعادت حاصل ہو تو فوت شدہ ماں یا باپ کی نیت کر لیں تاکہ ان کو بھی حج کا ثواب ملے، آپ کا بھی حج ہو جائے گا بلکہ مزید دس حج کا ثواب ہاتھ آئے گا۔ اگر ماں یا والد میں سے کوئی اس حال میں فوت ہو گیا کہ ان پر حج فرض ہو چکنے کے باوجود وہ نہ کر پائے تھے تو اولاد کو حجِ بدل کرنا چاہئے۔ حجِ بدل کے تفصیلی احکام کیلئے رفیق الحرمین کا مطالعہ فرمائیں۔

(3) صدقہ و خیرات کرنا ایصالِ ثواب کی نیت سے صدقہ و خیرات کرنا مثلاً کسی غریب کو راشن یا کپڑے دلا دینا، کسی بیمار کا علاج کروانا، کسی کی جائز ضرورت پوری کر دینا۔ اس کے علاوہ دینی کتابیں تقسیم کرنا، مسجد یا مدرسے کا قیام صدقۂ جاریہ اور ایصالِ ثواب کا بہترین ذریعہ ہے۔

(4) پودا / درخت لگانا پودا / درخت لگانا بلاشبہ نیکی کا کام ہے اور ایصالِ ثواب کیلئے بھی لگایا جا سکتا ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے: جب کوئی مسلمان درخت لگاتا ہے پھر اس (کے پھل، پتوں یا کسی بھی حصے) سے کوئی انسان یا جانور کھا لیتا ہے تو یہ اس کیلئے صدقہ شمار ہوتا ہے۔[7]

(5) نیک کاموں کا ایصال ثواب کرنا فرض، واجب، سنت، نفل، نماز، روزہ، اعتکاف، تلاوتِ قرآن، ذکر اللہ، درود شریف، بیان، درس، مدنی قافلے میں سفر، نیکی کی دعوت، دینی کتاب کا مطالعہ وغیرہ ہر نیک کام کا ایصالِ ثواب کر سکتے ہیں۔

ایصالِ ثواب کا طریقہ ایصالِ ثواب (یعنی ثواب پہنچانے) کیلئے دل میں نیت کر لینا کافی ہے، مثلاً آپ نے خیرات کی یا درود شریف پڑھا یا کسی کو سنت بتائی الغرض کوئی بھی نیکی کی، آپ دل ہی دل میں اس طرح نیت کر لیں مثلاً ابھی میں نے جو سنت بتائی اس کا ثواب سرکار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو پہنچے۔ ان شاء اللہ ثواب پہنچ جائے گا۔ مزید جن جن کی نیت کریں گی ان کو بھی پہنچے گا (چاہے تمام مسلمانوں کی نیت کریں) دل میں نیت ہونے کے ساتھ ساتھ زبان سے بھی کہہ لینا سنتِ صحابہ ہے۔[8]

تھرڈ: ایصالِ ثواب کی برکتیں

بنت منور حسین گجرات

اپنے کسی نیک عمل کا ثواب کسی دوسرے مسلمان کو پہنچانا ایصالِ ثواب کہلاتا ہے۔ فرض، واجب، سنت، نفل، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، درس، نیک اعمال، نیکی کی دعوت، دینی کُتب کا مطالعہ، دینی کاموں کے لئے انفرادی کوشش وغیرہ ہر نیک

کام کا ایصالِ ثواب کر سکتی ہیں، شریعتِ مطہرہ میں اپنے کسی بھی نیک عمل کا ثواب کسی فوت شدہ یا زندہ مسلمان کو ایصال کرنا جائز و مستحسن ہے۔

نورانی لباس ایک بزرگ نے اپنے مرحوم بھائی کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: کیا زندہ لوگوں کی دعا تم لوگوں کو پہنچتی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہاں! اللہ پاک کی قسم! وہ نورانی لباس کی صورت میں آتی ہے، اسے ہم پہن لیتے ہیں۔[9]

ایصالِ ثواب کے پانچ طریقے درج ذیل ہیں:

1۔ نفل خیرات کرنا فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ہے: جب تم میں سے کوئی کچھ نفل خیرات کرے تو چاہئے کہ اسے ماں باپ کی طرف سے کرے کہ اس کا ثواب انہیں ملے گا اور اس کے (یعنی خیرات کرنے والے کے) ثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔[10]

2۔ دعاؤں کے ذریعے سرکارِ نامدار صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کا ارشادِ مشکبار ہے: مردے کا حال قبر میں ڈوبتے ہوئے انسان کی مانند ہوتا ہے، وہ شدت سے انتظار کرتا ہے کہ باپ، ماں یا بھائی یا کسی دوست کی دعا اسے پہنچتی ہے تو اس کے نزدیک وہ دنیا وما فیہا (یعنی دنیا اور جو کچھ اس میں ہے) سے بہتر ہوتی ہے، اللہ پاک قبر والوں کو ان کے زندہ متعلقین کی طرف سے ہدیہ کیا ہوا ثواب پہاڑوں کی مانند عطا فرماتا ہے، زندوں کا ہدیہ (یعنی تحفہ) مُردوں کے لئے "دعائے مغفرت کرنا" ہے۔[11]

3۔ سورۂ اخلاص کا ثواب حضرت حماد مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں مکہ مکرمہ کے ایک قبرستان میں سو گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ قبر والے حلقہ در حلقہ کھڑے ہیں، میں نے ان سے پوچھا: کیا قیامت قائم ہو گئی؟ انہوں نے کہا: نہیں، بات دراصل یہ ہے کہ ایک مسلمان نے سورۂ اخلاص پڑھ کر ہم کو ایصالِ ثواب کیا تو وہ ثواب ہم ایک سال سے تقسیم کر رہے ہیں۔[12]

4۔ صدقہ کے ذریعے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم! میری ماں انتقال کر گئی ہیں (میں اُن کی طرف سے صدقہ کرنا چاہتا ہوں) کون سا صدقہ افضل رہے گا؟ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: پانی۔ چنانچہ انہوں نے ایک کنواں کھدوایا اور کہا: یہ اُمِّ سعد کیلئے ہے۔[13]

5۔ دس حج کا ثواب جو اپنی ماں یا باپ کی طرف سے حج کر لے، ان کی (یعنی ماں یا باپ کی) طرف سے حج ادا ہو جائے، اسے (یعنی حج کرنے والے کو) مزید دس حج کا ثواب ملے گا۔[14]

فرسٹ: نفل روزوں کے فضائل

بنت سید مظہر عطاریہ (بحریہ ٹاؤن، اسلام آباد)

روزہ دینِ اسلام کی ایک عظیم عبادت ہے، جو بے شمار دینی اور دنیاوی فوائد کا حامل ہے، روزہ بظاہر ایک مشقّت والی عبادت ہے، لیکن حقیقت میں اپنے مقصد اور نتیجے کے لحاظ سے یہ دنیا میں موجبِ راحت اور آخرت میں باعثِ رحمت ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَالصّٰٓىٕمِیْنَ وَالصّٰٓىٕمٰتِ وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّالذّٰكِرٰتِۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا۝۳۵ ترجمۂ کنز العرفان: اور روزے رکھنے والے اور روزے رکھنے والیاں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کرنے والے اور حفاظت کرنے والیاں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں ان سب کے لیے اللہ نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔ (پ22، الاحزاب: 35)

روزہ رضائے الٰہی اور تقویٰ کے حصول کا ذریعہ ہے، اس لئے رمضان کے فرض روزوں کے علاوہ نفل روزوں کی بھی عادت بنانی چاہئے کہ اس کے بھی بہت فضائل ہیں۔ احادیثِ نبوی میں مذکور نفل روزوں کے فضائل درج ذیل ہیں:

احادیث اور نفل روزوں کے فضائل

1۔ جس نے ثواب کی امید رکھتے ہوئے ایک نفل روزہ رکھا، اللہ پاک اسے دوزخ سے 40 سال (کی مسافت کے برابر) دُور فرما دے گا۔[15]

2۔ اگر کسی نے ایک دن نفل روزہ رکھا اور زمین بھر سونا اسے دیا جائے، جب بھی اس کا ثواب پورا نہ ہو گا، اس کا ثواب تو قیامت ہی کے دن ملے گا۔[16]

3۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا فرمانِ صحت نشان ہے: روزہ رکھو، تندرست ہو جاؤ گے۔[17] عہدِ حاضر میں جدید سائنسی تحقیقات بھی اس حقیقت کو تسلیم کرتی ہیں کہ روزہ بے شمار بیماریوں کا علاج ہے۔

4۔ جس نے کسی دن اللہ پاک کی رضا کے لئے روزہ رکھا، اسی پر اس کا خاتمہ ہوا تو وہ داخلِ جنت ہو گا۔[18]

5۔ جو روزے کی حالت میں مرا، اللہ پاک قیامت تک کے لئے اس کے حساب میں روزے لکھ دے گا۔[19]

6۔ اللہ پاک نے اپنے ذمۂ کرم پر لے لیا ہے کہ شدید گرمی کے دن اپنے آپ کو اللہ پاک کے لئے پیاسا رکھے، اللہ پاک اسے سخت پیاس والے دن (یعنی قیامت میں) سیراب کرے گا۔[20] تابعی بزرگ حضرت عبد اللہ بن رباح انصاری رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ایک راہب سے سنا: قیامت کے دن دستر خوان بچھائے جائیں گے، سب سے پہلے روزے دار ان پر سے کھائیں گے۔[21]

حدیثِ قدسی میں ہے: روزہ اللہ پاک کے لئے ہے اور اس کی جزا اللہ پاک خود ہی ہے۔[22] یعنی روزہ رکھ کر روزہ دار بذاتِ خود اللہ پاک ہی کو پالیتا ہے۔ اللہ پاک ہمیں اپنی رضا کے لئے خوب نفل روزے رکھنے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

سیکنڈ: نفل روزوں کے فضائل

بنت خورشید اورنگی کراچی

فرض روزوں کے علاوہ نفل روزوں کی بھی عادت بنانی چاہئے کہ اس میں بے شمار دینی و دنیوی فوائد ہیں اور ثواب تو اتنا ہے کہ بس! جی چاہے کہ روزے رکھتے ہی چلے جائیں۔

فرض ہو یا نفل روزوں کے بہت فضائل ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اہمیت بھی ہے کہ اس کے بارے میں خود ربّ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے:

وَ الصّٰٓىٕمِیْنَ وَ الصّٰٓىٕمٰتِ وَ الْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَ الْحٰفِظٰتِ وَ الذّٰكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا(۳۵) ترجَمۂ کنزُالعرفان: اور روزے رکھنے والے اور روزے رکھنے والیاں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کرنے والے اور حفاظت کرنے والیاں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں ان سب کے لیے اللہ نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔ (پ22، الاحزاب:35)

(اور روزے والے اور روزے والیاں) کی تفسیر میں حضرت علامہ ابو البرکات عبد اللہ بن احمد نسفی رحمۃُ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اس میں فرض اور نفل دونوں قسم کے روزے داخل ہیں، منقول ہے جس نے ہر مہینے اَیّامِ بیض (یعنی چاند کی 13، 14، 15 تاریخ) کے تین روزے رکھے، وہ روزے رکھنے والوں میں شمار کیا جاتا ہے۔[23]

نفلی روزے رکھنے کے بہت فضائل و برکات ہیں اور بہت ثواب ہے کہ خود پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا: جس نے ایک نفل روزہ رکھا، اس کے لئے جنت میں ایک درخت لگا دیا جائے گا، جس کا پھل انار سے چھوٹا، سیب سے بڑا ہو گا، وہ شہد جیسا میٹھا اور خوش ذائقہ ہو گا، اللہ پاک بروزِ قیامت روزہ دار کو اس درخت کا پھل کھلائے گا۔[24] جمع الجوامع میں ہے: جس نے ثواب کی امید رکھتے ہوئے ایک نفل روزہ رکھا، اللہ پاک اُسے دوزخ سے چالیس سال کی مسافت کے برابر دور فرما دے گا۔[25]

روزے جیسا کوئی عمل نہیں

منقول ہے کہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! مجھے ایسا عمل بتائیے کہ جس کے سبب جنت میں داخل ہو جاؤں۔ ارشاد فرمایا: روزے کو خود پر لازم کر لو کہ اس کی مثل کوئی عمل نہیں، راوی کہتے ہیں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے گھر دن کے وقت مہمان کی آمد کے علاوہ کبھی دھواں نہ دیکھا گیا، (یعنی آپ دن کو کھانا کھاتے ہی نہ تھے، روزہ رکھتے تھے)۔[26]

روزہ رکھنے کے فضائل بہت ہیں، جہاں روزہ رکھنے کے اُخروی فوائد ہیں، وہیں جسمانی اور دنیوی فوائد بھی ہیں کہ فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے: **صُوْمُوْا تَصِحُّوْا** یعنی روزہ رکھو، صحت مند ہو جاؤ گے۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ اپنی آخرت کو بہتر بنانے اور آخری نبی، محمدِ عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خوشنودی پانے کے لئے روزہ رکھیں۔ اللہ ہمیں خوب خوب نفل روزہ رکھنے کی سعادت نصیب فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الاَمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم

تھرڈ: نفل روزوں کے فضائل

بنت وسیم فیض مکہ کراچی

فرض روزوں کے عِلاوہ نَفْل روزوں کی بھی عادت بنانی چاہئے کہ اس میں بے شُمار دینی و دُنیوی فوائد ہیں۔ دینی فوائد میں ایمان کی حفاظت، جہنم سے نَجات اور جنت کا حُصُول شامل ہیں اور جہاں تک دُنیوی فوائد کا تَعلُّق ہے تو روزے میں دن کے اندر کھانے پینے میں صَرف ہونے والے وَقْت اور اَخراجات کی بچت، پیٹ کی اِصلاح اور بہُت سارے امراض سے حفاظت کا سامان ہے۔ اور تمام فوائد کی اَصل یہ ہے کہ اِس سے اللہ کریم راضی ہوتا ہے۔ اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے:

وَالصّٰٓىٕمِیْنَ وَالصّٰٓىٕمٰتِ وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ﴿۳۵﴾ ترجَمۂ کنزُالعرفان: اور روزے رکھنے والے اور روزے رکھنے والیاں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کرنے والے اور حفاظت کرنے والیاں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں ان سب کے لیے اللہ نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔ (پ22، الاحزاب:35)

سونے کے دستر خوان حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: روزہ دار کا ہر بال اس کے لئے تسبیح کرتا ہے، بروزِ قیامت عَرش کے نیچے روزے داروں کے لئے مَوتیوں اور جَواہر سے جَڑا ہوا سونے کا ایسا دستر خوان بچھایا جائے گا جو اِحاطہ دُنیا کے برابر ہوگا، اِس پر قسم قسم کے جنّتی کھانے، مَشروب اور پھل فروٹ ہوں گے وہ کھائیں پئیں گے اور عیش و عشرت میں ہوں گے حالانکہ لوگ سخت حساب میں ہوں گے۔ (27)

حُضُورِ اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں: رَمَضان کے بعد مُحرّم کا روزہ افضل ہے اور فرض کے بعد افضل نَماز صلوٰۃ اللیل (یعنی رات کے نوافل) ہے۔ (28)

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے: مُحَرَّم کے ہر دن کا روزہ ایک مہینے کے روزوں کے برابر ہے۔ (29)

حضرتِ ابو قِلابہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رَجَب کے روزہ داروں کیلئے جنت میں ایک محل ہے۔ (30)

رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا پسندیدہ مہینا شعبانُ المُعظم تھا کہ اس میں روزے رکھا کرتے پھر اسے رَمَضان سے ملا دیتے۔ (31)

سرکار صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان ہے: جس نے رَمَضان کے روزے رکھے پھر ان کے بعد چھ 6 شوّال میں رکھے تو ایسا ہے جیسے دَہر کا (یعنی عمر بھر کیلئے) روزہ رکھا۔ (32)

حدیثِ پاک میں ہے: اللہ پاک کو عَشَرۂ ذُوالحِجّہ سے زیادہ کسی دن میں اپنی عِبادت کیا جانا پسندیدہ نہیں اِس کے ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں اور ہر شب کا قیام شبِ قدر کے برابر ہے۔ (33)

سُلطانِ مدینہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان ہے: مجھے اللہ پاک پر گمان ہے کہ عَرَفہ (یعنی 9 ذوالحجۃ الحرام) کا روزہ ایک سال قبل اور ایک سال بعد کے گناہ مٹا دیتا ہے۔ (34) ہر مہینے میں 3 دن کے روزے ایسے ہیں جیسے دَہر (یعنی ہمیشہ) کا روزہ۔ (35)

روزِ محشر کی جان لیوا گرمی سے بچنے کے لئے فرض روزوں کے ساتھ ساتھ نفل روزوں کا اہتمام بھی کرتے رہنا چاہیے، ہو سکے تو پیر شریف کو روزہ رکھیں کیونکہ پیر شریف کو روزہ رکھنا سنت بھی ہے۔ اللہ پاک ہمیں بھی نفل روزے رکھنے کی سعادت عطا فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الاَمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم

فرسٹ: فرعونیوں پر آنے والے عذابات

بنت ظفر حسین

حضرت موسیٰ علیہ السّلام قومِ فرعون کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے، قوم بڑی سرکش تھی، آپ نے انہیں ایمان کی طرف بلایا، لیکن وہ ایمان نہ لائے، اللہ پاک نے ان پر عذابات بھیجے، جب ان پر کوئی عذاب آتا تو حضرت موسیٰ کے پاس حاضر ہوتے، روتے اور دعا کا کہتے کہ اگر یہ عذاب ٹل گیا تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے، پھر آپ دعا کرتے، عذاب ٹل جاتا، یہ پھر آپ کو جھٹلانے لگتے، یہاں تک کہ اللہ پاک نے انہیں غرق کر دیا، قومِ فرعون پر درج ذیل عذابات آئے:

1- قومِ فرعون پر ایک عذاب قحط کا نازل ہوا، اللہ پاک نے انہیں پھلوں اور کھانے پینے کی چیزوں کی کمی میں مبتلا کر دیا، قحط کا یہ عالم تھا کہ ایک کھجور کے درخت پر صرف ایک ہی کھجور لگتی تھی۔[36]

2- ایک عذاب طوفان کا آیا، ہوائیں بادل آئے، اندھیرا ہوا، کثرت سے بارش ہونے لگی، یہاں تک کہ فرعونیوں کے گھروں میں پانی بھر گیا، یہاں تک کہ وہ اس میں کھڑے رہ گئے اور پانی ان کی گردنوں کی ہنسلیوں تک آ گیا، ان میں جو بیٹھا وہ ڈوب گیا، ان میں نہ کوئی ہل سکتا تھا، نہ کوئی کام کر سکتا تھا، سات روز تک یہ عذاب ان پر رہا۔[37]

3- ایک عذاب یہ تھا کہ اللہ پاک نے ان پر ٹڈی بھیجی، وہ کھیتیاں اور پھل، درختوں کے پتے، مکان کے دروازے، چھتیں، تختے، سامان حتی کہ لوہے کی کیلیں تک کھا گئیں، فرعونیوں کے گھروں میں بھر گئیں۔[38]

4- اللہ پاک نے ان پر قُمّل کا عذاب بھیجا، بعض کہتے ہیں قمّل گُھن ہے، بعض کہتے ہیں ایک چھوٹا سا کیڑا ہے، اس نے جو کیڑے، کھیتیاں اور پھل باقی رہے تھے، وہ کھا لئے، یہ کیڑا جِلد میں گھس جاتا تھا اور جلد کو کاٹتا تھا، کھانے میں بھر جاتا تھا، اگر کوئی دس بوری گندم چکی پر لے جاتا تھا تو تین سیر واپس لاتا، باقی سب کیڑے کھا جاتے، کیڑے فرعونیوں کے بال، بھنویں، پلکیں چاٹ گئے، ان کے جسم پر چیچک کی طرح بھر جاتے، ان کا جینا دشوار کر دیا۔[39]

5- پھر اللہ پاک نے ان پر مینڈک بھیجے اور یہ حال ہوا کہ آدمی بیٹھتا تھا تو اس کی مجلس میں مینڈک بھر جاتے، منہ کھولتا تو مینڈک کود کر منہ میں چلا جاتا، ہانڈیوں میں مینڈک، کھانوں میں مینڈک، چولہوں میں مینڈک بھر جاتے۔[40]

6- پھر اللہ پاک نے ان پر یہ عذاب بھیجا کہ ان کے کنوؤں کا پانی، نہروں، چشموں کا پانی اور دریائے نیل کا پانی، غرض ہر پانی ان کے لئے تازہ خون بن گیا، یہاں تک کہ وہ پیاس سے درختوں کی رطوبت چُوسنے لگے، وہ رطوبت منہ میں جاتے ہی خون بن جاتی۔[41] جب اتنے عذابات کے بعد یہ ایمان نہ لائے تو اللہ پاک نے انہیں سمندر میں غرق کر دیا۔

آج ہمیں اپنی حالت پر غور کرنا چاہئے، جب ہم پر کوئی تکلیف آتی ہے تو ہم اللہ کو یاد کرتے ہیں، دعائیں کرتے ہیں مگر جیسے ہی وہ تکلیف ہم سے دور ہوتی ہے، ہم اللہ کو بھول جاتے ہیں، دنیا کی رنگینیوں میں گم ہو جاتے ہیں۔

سیکنڈ: فرعونیوں پر آنے والے عذابات

بنت محمد ندیم کراچی

دریائے نیل میں غرق ہونے سے پہلے فرعونیوں پر کچھ خوفناک اور عجیب و غریب عذابات نازل ہوئے۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا عصا (لاٹھی) اژدھا بن کر جادوگروں کے سانپوں کو نگل گیا تو وہ جادوگر تو ایمان لے آئے، مگر فرعون اور اس کے ماننے والے ایمان نہ لائے، بلکہ ان کی سرکشی اور بھی بڑھتی گئی اور وہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام اور بنی اسرائیل کو طرح طرح سے تکلیفیں دینے لگے تو حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے اللہ پاک کی بارگاہ میں دعا مانگی: اے میرے ربّ! فرعون بہت ہی سرکش ہو گیا اور اس کی قوم نے وعدہ خلافی کی ہے، لہٰذا تو انہیں ایسے عذابات میں گرفتار فرما،

جو ان کے لئے سزاوار ہوں اور میری قوم اور بعد والوں کے لئے عبرت ہوں۔

اس پر اللہ پاک نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی دعا قبول فرمائی اور فرعونیوں پر لگاتار 5 عذابات نازل فرمائے، طوفان کے ذریعے، ٹڈیوں کے ذریعے، گھُن کے ذریعے، مینڈک کے ذریعے اور خون کے ذریعے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمُ الطُّوْفَانَ وَ الْجَرَادَ وَ الْقُمَّلَ وَ الضَّفَادِعَ وَ الدَّمَ اٰیٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ فَاسْتَكْبَرُوْا وَ كَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِیْنَ (۱۳۳) (پ9، اعراف: 133) ترجمہ کنزالایمان: تو ہم نے ان پر طوفان اور ٹڈی اور پِسّو (یا جوئیں) اور مینڈک اور خون کی جدا جُدا نشانیاں بھیجیں تو انہوں نے تکبر کیا اور وہ مجرم قوم تھی۔

جب فرعونیوں پر عذابات نازل ہوتے تو وہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے پاس آتے اور کہتے کہ آپ ہمارے لئے دعا کریں کہ یہ عذاب ٹل جائے تو ہم ایمان لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو آپ کے ساتھ بھیج دیں گے اور جب حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی دعا سے اللہ پاک عذاب اُٹھالیتا تو وہ اپنا کیا ہوا عہد توڑ دیتے۔ جب اللہ پاک نے بار بار فرعونیوں کو عذابات سے نجات دی اور وہ اپنے عہد پر قائم نہ رہے اور ایمان نہ لائے، تو جو مدّت ان کے لئے مقرر فرمائی گئی تھی، اس کے پورا ہونے کے بعد اللہ پاک نے فرعونیوں کو دریائے نیل میں غرق کر دیا اور ہلاک کر دیا۔

درسِ ہدایت اس سے ہمیں یہ درسِ ہدایت ملتا ہے کہ جب فرعونیوں نے بار بار عہد شکنی کی تو اللہ پاک نے اُن لوگوں کو دریائے نیل میں غرق کر کے ہلاک کر دیا اور یہاں ہمارا حال ہے کہ جب ہم پر کوئی مصیبت آن پڑتی ہے تو ہم ذکرِ الٰہی میں مشغول ہو جاتی ہیں، اللہ پاک سے مدد طلب کرتی ہیں، یہ ایک بہت اچھا فعل ہے، لیکن جب مصیبت ٹل جاتی ہے تو ہم پھر سے دُنیاوی زندگی اور مصروفیات میں لگ جاتی ہیں اور اللہ پاک کو بھول جاتی ہیں، ہمیں اس سے ہر دم بچنے کی کوشش کرنی چاہئے اور فرعونیوں کے اس خوفناک انجام سے عبرت حاصل کرنی چاہئے۔

3rd: فرعونیوں پر آنے والے عذابات

بنتِ نذیر میانوالی

اللہ پاک نے قومِ فرعون کی ہدایت کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو مبعوث فرمایا، اس قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی نافرمانی کی اور ایمان قبول نہیں کیا، بلکہ فرعون کا کفر اور سرکشی اور زیادہ بڑھ گئی، اس نے بنی اسرائیل کے مؤمنین اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی دل آزاری و ایذاء رسانی میں بھرپور کوشش شروع کر دی اور طرح طرح سے ستانا شروع کر دیا، فرعون کے مظالم سے تنگ دِل ہو کر حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے خداوند قدوس کے دربار میں اس طرح دعا مانگی:

اے میرے ربّ! فرعون زمین میں بہت ہی سرکش ہو گیا ہے اور اس کی قوم نے بھی عہد شکنی کی ہے، لہٰذا تو انہیں ایسے عذاب میں گرفتار کر، جو ان کے لئے سزاوار ہو اور میری قوم اور بعد والوں کیلئے عبرت ہو۔

حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی دعا کے بعد اللہ پاک نے فرعونیوں پر لگاتار پانچ عذابوں کو مسلط فرما دیا، وہ پانچوں عذاب یہ ہیں: طوفان کا عذاب، ٹڈیاں، گھُن، مینڈک، خون۔

الغرض ان سرکشوں پر مسلسل پانچ عذاب آتے رہے اور ہر عذاب ساتویں دن حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی دعا سے ٹلتا یوں کہ فرعونی عذاب سے تنگ آکر حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتے کہ آپ ہمارے لئے دعا فرمائیے کہ یہ مصیبت ٹل جائے تو وہ ایمان لائیں گے اور بنی اسرائیل کو آپ کے پاس بھیج دیں گے، چنانچہ آپ کی دعا سے عذاب ٹل جاتا، لیکن پھر وہ اپنے عہد سے پھر جاتے تو اس طرح ان پر دوسرا عذاب نازل ہوتا، ہر دو عذابوں کے درمیان ایک ماہ کا فاصلہ ہوتا رہا، مگر فرعون اور فرعونیوں کے دلوں پر شقاوت و بدبختی کی ایسی مُہر لگ چکی تھی کہ پھر بھی وہ

ایمان نہیں لائے اور اپنے کُفر پر اَڑے رہے اور ہر مرتبہ اپنا عہد توڑتے رہے، یہاں تک کہ اللہ پاک کے قہر و غضب کا آخری عذاب آگیا کہ فرعون اور اس کے متبعین سب دریائے نیل میں غرق ہو کر ہلاک ہو گئے اور ہمیشہ کے لئے خدا کی دنیا ان عہد شکنوں اور مَرْدُودوں سے پاک و صاف ہو گئی اور یہ لوگ دنیا سے اس طرح نیست و نابود کر دیئے گئے کہ روئے زمین پر ان کی قبروں کا نشان بھی باقی نہیں رہ گیا۔(43)

قرآن پاک نے ان مذکورہ عذابوں کی تصویر کشی ان الفاظ میں فرمائی: فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمُ الطُّوْفَانَ وَ الْجَرَادَ وَ الْقُمَّلَ وَ الضَّفَادِعَ وَ الدَّمَ اٰیٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ- فَاسْتَكْبَرُوْا وَ كَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِیْنَ (۱۳۳) وَ لَمَّا وَقَعَ عَلَیْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا یٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَۚ-لَىٕنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَ لَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ (۱۳۴) فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰۤى اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ یَنْكُثُوْنَ (۱۳۵) فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِی الْیَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ كَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِیْنَ (۱۳۶) ترجمہ کنزالایمان: تو بھیجا ہم نے ان پر طوفان اور ٹڈی اور گھن اور مینڈک اور خون جدا جدا نشانیاں تو انہوں نے تکبر کیا اور وہ مجرم قوم تھی اور جب ان پر عذاب پڑتا، کہتے اے موسیٰ ہمارے لئے اپنے ربّ سے دعا کرو، اس عہد کے سبب جو اس کا تمہارے پاس ہے، بیشک اگر تم ہم پر سے عذاب اٹھادو گے تو ہم ضرور تم پر ایمان لائیں گے اور بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ کردیں گے، پھر جب ہم ان سے عذاب اٹھالیتے، ایک مدت کے لئے جس تک انہیں پہنچنا ہے جبھی وہ پھر جاتے تو ہم نے ان سے بدلہ لیا تو انہیں دریا میں ڈبو دیا، اس لئے کہ ہماری آیتیں جھٹلاتے اور ان سے بے خبر تھے۔

(پ9، الاعراف: 133تا136)

① معجم اوسط، 1 / 509، حدیث: 1879 ② ابوداود، 2 / 180، حدیث: 1681 ③ بہار شریعت، حصہ: 4، 1 / 850 ④ معجم اوسط، 1 / 509، حدیث: 1879 ⑤ مجمع الزوائد، 10 / 352، حدیث: 17598 ⑥ دار قطنی، 2 / 329، حدیث: 2587 ⑦ بخاری، حدیث: 6012 ⑧ مدنی پنج سورہ، ص 406 ⑨ شرح الصدور، ص 305 ⑩ شعب الایمان، 6 / 205، حدیث: 7911 ⑪ شعب الایمان، 6 / 203، حدیث: 7905 ⑫ شرح الصدور، ص 312 ⑬ ابو داؤد، 2 / 180، حدیث: 1681 ⑭ دار قطنی، 2 / 329، حدیث: 2587 ⑮ جمع الجوامع، 7 / 190، حدیث: 22251 ⑯ مسند ابو یعلیٰ، 5 / 353، حدیث: 6104 ⑰ معجم اوسط، 6 / 147، حدیث: 8312 ⑱ مسند احمد، 9 / 90، حدیث: 23384 ⑲ مسند الفردوس، 3 / 504، حدیث: 5557 ⑳ الترغیب والترہیب، 2 / 51، حدیث: 18 ㉑ ابن عساکر، 5 / 534 ㉒ مراۃ المناجیح ㉓ تفسیر مدارک، 6 / 345 ㉔ معجم کبیر، 18 / 366، حدیث: 395 ㉕ جمع الجوامع، 8 / 190، حدیث: 2225 ㉖ احسن بترتیب صحیح ابن حبان، 5 / 189، حدیث: 3416 ㉗ الفردوس بماثور الخطاب، 5 / 490، حدیث: 8853 ㉘ مسلم، ص 891، حدیث: 1163 ㉙ طبرانی فی الصغیر، 2 / 87، حدیث: 1580 ㉚ شعب الایمان، 3 / 368، حدیث: 3802 ㉛ ابو داود، 2 / 476، حدیث: 2431 ㉜ مسلم، ص 592، حدیث: 1164 ㉝ ترمذی، 2 / 192، حدیث: 758 ㉞ مسلم، ص 590، حدیث: 196 ㉟ بخاری، 1 / 649، حدیث: 1975 ㊱ تفسیر صراط الجنان، پ 9، الاعراف، تحت الایۃ: 130 ㊲ تفسیر صراط الجنان، پ 9، الاعراف، تحت الایۃ 133 ㊳ تفسیر صراط الجنان، پ 9، الاعراف، تحت الایۃ 133 ㊴ تفسیر صراط الجنان، پ 9، الاعراف، تحت الایۃ 133 ㊵ تفسیر صراط الجنان، پ 9، الاعراف، تحت الایۃ 133 ㊶ تفسیر صراط الجنان، پ 9، الاعراف، تحت الایۃ 133 ㊷ سیرت انبیاء، ص 579تا580 ملخصاً ㊸ عجائب القرآن مع غرائب القرآن، ص 101

25 ستمبر 2021ء کو یومِ وفات اُمِّ عطار کے موقع پر اجتماعِ ردا پوشی کا انعقاد

1573 طالبات نے عالمہ کورس اور 1010 طالبات نے فیضانِ شریعت کورس مکمل کیا

دعوتِ اسلامی کے تحت جہاں ملک و بیرونِ ملک میں بوائز کے لئے جامعات المدینہ قائم ہیں وہاں گرلز کے لئے بھی ہیں جامعات المدینہ موجود ہیں۔ ان جامعات سے ہر سال ہزاروں کی تعداد میں اسلامی بہنیں درسِ نظامی (عالمہ کورس) مکمل کرنے کی سعادت حاصل کرتی ہے۔ رواں سال 2021ء میں ملک و بیرونِ ملک کے جامعات المدینہ گرلز سے 1573 طالبات نے عالمہ کورس اور 1010 طالبات کے فیضانِ شریعت کورس مکمل کرلیا۔ ان طالبات میں اسناد کی تقسیم اور ردا پوشی کے سلسلے میں عرسِ اُمِّ عطار کے موقع پر 25 ستمبر 2021ء بروز ہفتہ صبح 11:00 بجے اجتماعِ ردا پوشی کا انعقاد کیا گیا۔ تقریب میں دوپہر 2:30 بجے مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران حاجی مولانا محمد عمران عطاری مُدَّظِلُّہُ العَالِی نے بذریعہ مدنی چینل براہِ راست سنتوں بھرا بیان کیا۔ اختتام پر بنتِ عطار سلمہا الغفار نے ان طالبات کی ردا پوشی کی اور اسناد تقسیم فرمائیں۔

پاکستان بھر میں قائم اسلامی بہنوں کے مدارس المدینہ کی کارکردگی پر ایک رپورٹ

پاکستان بھر میں خواتین کے 6 ہزار 315 مدرسے قائم ہیں

اسلامی بہنوں کے 33 شعبوں میں ایک شعبہ "اسلامی بہنوں کے مدرسۃ المدینہ" بھی ہے جس کا دورانیہ 60 منٹ ہوتا ہے۔ ان مدارس میں قرآنِ کریم سکھانے کے ساتھ ساتھ نماز، غسل اور وضو کے ضروری احکام اور سنتیں و آداب سکھائے جاتے ہیں۔ اسلامی بہنوں کے مدرسۃ المدینہ اسکولز، کالجز اور اکیڈمیز وغیرہ میں بھی لگائے جاتے ہیں جن میں پروفیشنل طبقے سے تعلق رکھنے والی خواتین کو علمِ دین اور تعلیمِ قرآن سے آراستہ کیا جاتا ہے۔ اسی طرح گھروں میں بھی شرعی پردے کا خیال رکھتے ہوئے مدرسۃ المدینہ لگایا جاتا ہے جس کا دورانیہ 35 منٹ ہوتا ہے۔ اب تک کی رپورٹ کے مطابق اسلامی بہنوں کے مدرسۃ المدینہ کے تحت فی الوقت پاکستان بھر میں 6 ہزار 315 سے زائد مدرسے قائم ہیں جن میں 4 ہزار 606 مدرسات 56 ہزار 177 اسلامی بہنوں کو قرآن پاک کی تعلیم دے رہی ہیں۔

پاکستان بھر میں اُمِّ عطار کے ایصالِ ثواب کے سلسلے میں سنتوں بھرے اجتماعات کا انعقاد

اجتماعات میں سینکڑوں اسلامی بہنوں نے شرکت کی

دعوتِ اسلامی کے زیرِ اہتمام اُمِّ عطار کے ایصالِ ثواب کے سلسلے میں کراچی، حیدرآباد، لاہور، اسلام آباد، فیصل آباد، گوجرانوالہ، ملتان، بدین، گولارچی، جامشورو اور سجاول سمیت مختلف شہروں میں اُمِّ عطار رحمۃ اللہ علیہا کے ایصالِ ثواب کے سلسلے میں 25 ستمبر 2021ء کو سنتوں بھرے اجتماعات منعقد ہوئے جن میں ہزاروں اسلامی بہنوں نے شرکت کی۔ اجتماعات کا آغاز تلاوتِ قرآن پاک اور نعتِ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا،

مبلغاتِ دعوتِ اسلامی نے سنتوں بھرے بیانات کئے اور اُمِّ عطار کی سیرت کے بارے میں بتاتے ہوئے ان کا ذکرِ خیر کیا۔ اسلامی بہنوں نے امِّ عطار کے ایصالِ ثواب کے لئے درودِ پاک اور کلمہ طیبہ کا ورد کیا جس کے بعد صلاۃ و سلام اور دعا پر اجتماعات اختتام پذیر ہوئے۔

فیضانِ آن لائن اکیڈمی گرلز کے زیرِ اہتمام ہند میں آن لائن تربیتی سیشن کا انعقاد

ہند کے مختلف شہروں کی مدرسات نے سیشن میں شرکت کی

فیضانِ آن لائن اکیڈمی گرلز کے زیرِ اہتمام گزشتہ دنوں ہند میں ٹیچرز کے تربیتی سیشن کا آن لائن انعقاد کیا گیا جس میں مختلف شہروں (ممبئی، دھاؤ، کانپور، آگرہ، جبلپور اور ناگپور) کی مدرسات اور دیگر ایڈمن اسٹاف نے شرکت کی۔ تربیتی سیشن میں Office Environment کو بہتر بنانے، طالبات کو ان کی نفسیات کے مطابق پڑھانے، وقت کی اہمیت اور اجیر کو تنظیمی طور پر کس طرح مضبوطی حاصل ہو سکتی ہے اس کے متعلق رکنِ مجلس اسلامی بہن (ہند)، مجلس ذمہ دار، نگرانِ مجلس و ہیڈ کلاسز ذمہ دار اور دیگر مبلغات نے اہم ترین مدنی پھول پیش کیے۔

ساؤتھ افریقہ کے علاقے جوہانسبرگ میں دو مقامات پر اسلامی بہنوں کے مدرسۃ المدینہ کا آغاز

مدرسے میں اسلامی بہنوں کو مفت تعلیمِ قرآن دی جائے گی

دعوتِ اسلامی کے شعبہ اسلامی بہنوں کے مدرسۃ المدینہ کے زیرِ اہتمام ستمبر 2021ء میں ساؤتھ افریقہ کے علاقے جوہانسبرگ میں دو مقامات پر اسلامی بہنوں کے مدرسۃ المدینہ کا آغاز ہو چکا ہے جن میں اسلامی بہنیں ذوق و شوق کے ساتھ قرآنِ پاک کی تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ مزید داخلے جاری ہیں۔ داخلے کی خواہش مند اسلامی بہنیں اپنے علاقے کی ذمہ دار اسلامی بہنوں سے رابطہ کریں۔

ستمبر 2021ء میں ملک و بیرونِ ملک میں ہونے والے کورس "تفسیر سورۂ ملک" کی کارکردگی

کورسز میں ساڑھے پانچ ہزار سے زائد اسلامی بہنوں کی شرکت

ستمبر 2021ء میں دعوتِ اسلامی کے شعبہ شارٹ کورسز کے زیرِ اہتمام ملک و بیرونِ ملک ہند (دہلی، ممبئی، کولکتہ، اجمیر، بریلی)، یوکے برمنگھم، لندن، مانچسٹر، اسکاٹ لینڈ، آئرلینڈ، بریڈفورڈ، عرب شریف، آسٹریلیا ملبرن، سڈنی آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، ترکی، کینیڈا، موزمبیق، موزوزو، سویڈن، ڈنمارک، فرانس، اٹلی، ہالینڈ، ساؤتھ افریقہ، ساؤتھ کوریا، چائنہ، سری لنکا، ایران، UAE، پاکستان (ریجن کراچی، اسلام آباد، لاہور) میں 272 مقامات پر کورس بنام "تفسیرِ سورۂ ملک" کا انعقاد کیا گیا جن میں تقریباً 5ہزار633 اسلامی بہنوں نے شرکت کی۔ کورس میں شریک اسلامی بہنوں نے کورس کے اختتام ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کرنے، مدرسۃ المدینہ میں داخلہ لینے اور دارالسنہ میں ہونے والے رہائشی کورسز میں داخلہ لینے کی نیتیں کیں۔

ستمبر 2021ء میں ساؤدرن اور سینٹرل افریقہ میں ہونے والے دینی کاموں کی چند جھلکیاں

اسلامی بہنوں کی مختلف دینی کاموں میں شرکت

ستمبر 2021ء میں ساؤدرن اور سینٹرل افریقہ میں ہونے والے چند دینی کاموں کی جھلکیاں ملاحظہ فرمائیے: انفرادی کوشش کے ذریعے دینی ماحول سے منسلک ہونے والی اسلامی بہنوں کی تعداد: 25، روزانہ گھر درس دینے والوں کی تعداد: 176، اسلامی بہنوں کے مدرسۃ المدینہ کی تعداد: 32، ان میں پڑھنے والی اسلامی بہنوں کی تعداد: 250، تعداد ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماعات: 47، ان میں شرکت کرنے والی اسلامی بہنوں کی تعداد: 819، ہفتہ وار مدنی مذاکرہ سننے والی اسلامی بہنوں کی تعداد: 185، شرکاء علاقائی دورہ کی تعداد: 66، ہفتہ وار رسالہ پڑھنے/سننے والی اسلامی بہنوں کی تعداد: 596، وصول ہونے والے نیک اعمال کے رسائل کی تعداد: 246

سلسلہ جامعۃ المدینہ کا تعارف

بنت طارق ناظمہ جامعہ فیضان اُمّ عطار شفیع کا بھٹہ سیالکوٹ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! دعوتِ اسلامی کے تحت علم کے پیاسے طلبہ کو علمِ دین سے سیراب کرنے اور عالم بنانے کے لئے ہی جامعات کا قیام عمل میں نہیں لایا گیا بلکہ طالبات کی علمی پیاس بجھانے کا خاطر خواہ اہتمام کرتے ہوئے ان کے لئے بھی ملک و بیرونِ ملک مختلف شہروں میں متعدد جامعاتُ المدینہ گرلز قائم کئے گئے ہیں اور یہ سلسلہ ابھی جاری و ساری ہے۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی جامعۃُ المدینہ گرلز شفیع کا بھٹہ بھی ہے۔

جامعہ کا آغاز جامعۃُ المدینہ فیضانِ اُمِّ عطّار کا آغاز تقریباً 2016ء میں ہوا مگر چند وجوہات کی بنا پر پہلے پہل اس میں درسِ نظامی (عالم کورس) کے بجائے صرف فیضانِ شریعت کورس اور دیگر مختلف شارٹ کورسز کروائے جاتے رہے یہی وجہ ہے کہ ربیع الاول 1443ھ تک اس جامعہ سے فیضانِ شریعت کورس کے چار بیج فارغ ہوچکے ہیں۔ البتہ یہاں درسِ نظامی کا باقاعدہ آغاز 2017ء میں ہوا تھا۔

جامعہ کی نسبتیں 2019ء میں بنتِ عطّار یہاں تشریف لائیں تو انہوں نے اس کا نام شفیع کا بھٹہ سے تبدیل فرما کر اَمیرِ اَہلِ سنّت کی والدہ ماجدہ کی نسبت سے جامعۃ المدینہ فیضانِ اُمِّ عطّار کر دیا۔ نیز اس جامعہ کو شیخِ طریقت اَمیرِ اَہلِ سنّت دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ کے پیر و مرشد حضرت علامہ مولانا ضیاءُ الدین مدنی رحمۃُ اللہِ علیہ سے بھی نسبت حاصل ہے کیونکہ یہ جامعۃ المدینہ صوبہ پنجاب (پاکستان) کے مشہور زرعی و صنعتی شہر سیالکوٹ میں واقع ہے جو آپ رحمۃُ اللہِ علیہ کی جائے پیدائش بھی ہے۔

کلاسز، طالبات اور مدنی عملے کی تعداد اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! یہاں دورہ حدیث شریف تک تمام درجے پڑھائے جاتے ہیں، اس وقت یہاں درسِ نظامی و فیضانِ شریعت کورس کے ذریعے زیورِ علمِ دین سے آراستہ ہونے والی طالبات کی تعداد 250 سے زائد ہے جبکہ مدنی عملہ (اسٹاف) کی کل تعداد 13 ہے۔

منصبی ذمہ داری کی انجام دہی تعلیمی مصروفیات کے ساتھ ساتھ جامعہ کے مدنی عملے اور طالبات کی اکثریت نیکی کی دعوت عام کرنے اور برائیوں سے روکنے کے جذبے کے تحت تنظیمی سرگرمیوں اور آٹھ دینی کاموں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہیں، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! طالبات کے بھرپور دینی کاموں ہی کا ثمرہ ہے کہ یہ جامعہ اپنے کل اخراجات کا صرف 30 فیصد حصہ مجلس مالیات سے وصول کرتا ہے بقیہ 70 فیصد اخراجات سے مجلسِ مالیات کو دستبردار کرچکا ہے۔

نمایاں کارکردگی تمام معلمات مدنیہ ہیں جو طالبات میں علم کے موتی لٹانے میں سرگرمِ عمل ہیں، انہی معلمات کی مخلصانہ محنت کا نتیجہ ہے کہ یہاں کی طالبات اب تک پاک سطح اور زون سطح پر نمایاں پوزیشن بھی حاصل کرچکی ہیں۔

علمی مصروفیات کے ساتھ غیر نصابی سرگرمیاں طالبات و معلمات کی غیر نصابی سرگرمیوں میں تحریری مقابلہ میں ہر ماہ مستقل مزاجی سے حصہ لینا اور ماہنامہ خواتین (ویب ایڈیشن) کے لئے مضمون نگاری میں عملی دلچسپیاں بھی شامل ہیں جو یقیناً ان اسلامی بہنوں کی حوصلہ مندی اور قابلیت کا ثبوت ہے۔

فیضانِ اُمِّ عطّار کا پہلا ثمر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! جامعہ ہٰذا سے درسِ نظامی کا پہلا بیج سال 2022ء میں مکمل ہونے جارہا ہے جس میں فارغ التحصیل ہونے والی 25 طالبات ردا پوشی کی سعادت حاصل کریں گی۔ بہرحال چند سالوں میں ہی دعوتِ اسلامی کے اس تعلیمی ادارے نے ترقی کی منازل طے کی ہیں، اللہ پاک پیر و مرشد کے صدقے مزید ترقیاں اور اخلاص عطا فرمائے۔

اٰمِین بِجَاہِ النّبیِّ الْاَمِین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

اسلامی بہنوں کے 8 دینی کاموں کا اجمالی جائزہ (بین الاقوامی امور)

نیکی کی دعوت کو عام کرنے کے جذبے کے تحت اسلامی بہنوں کے ستمبر 2021 کے دینی کاموں کی چند جھلکیاں ملاحظہ فرمایئے:

- اس ماہ انفرادی کوشش کے ذریعے دینی ماحول سے منسلک ہونے والی اسلامی بہنوں کی تعداد: 2630
- روزانہ گھر درس دینے والوں کی تعداد: 30242
- تعداد مدرسۃ المدینہ (اسلامی بہنیں): 2992
- مدرسۃ المدینہ (اسلامی بہنیں) میں پڑھنے والیوں کی تعداد: 21738
- تعداد ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع — اجتماعات کی تعداد: 3490 — شرکا کی تعداد: 88866
- ہفتہ وار مدنی مذاکرہ سننے والوں کی تعداد: 26373
- ہفتہ وار علاقائی دورہ (شرکاء علاقائی دورہ کی تعداد): 11462
- ہفتہ وار رسالہ پڑھنے / سننے والیوں کی تعداد: 128130
- وصول ہونے والے نیک اعمال کے رسائل کی تعداد: 30106

ربیعُ الآخر کے چند اہم واقعات

6ربیعُ الآخر 1370ھ یومِ وصال خلیفۂ اعلیٰ حضرت، فقیہِ اعظم محمد شریف محدثِ کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ مزید معلومات کے لئے "**ماہنامہ فیضانِ مدینہ**" ربیعُ الآخر 1439ھ پڑھئے۔	**11ربیعُ الآخر 561ھ یومِ عرس** پیرانِ پیر، حُضور غوثِ پاک حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ مزید معلومات کے لئے "**ماہنامہ فیضانِ مدینہ**" ربیعُ الآخر 1438 تا 1442ھ اور "المدینۃُ العلمیہ کی کتاب "**غوثِ پاک کے حالات**" پڑھئے۔
17ربیعُ الآخر 701ھ یومِ وصال ولیِّ کامل حضرت سید محمد شاہ دولہا سبزواری بخاری رحمۃ اللہ علیہ مزید معلومات کے لئے "**ماہنامہ فیضانِ مدینہ**" ربیعُ الآخر 1439ھ پڑھئے۔	**18ربیعُ الآخر 725ھ یومِ وصال** حضرت خواجہ نظامُ الدّین اولیا سیّد محمد بخاری چشتی رحمۃ اللہ علیہ مزید معلومات کے لئے "**ماہنامہ فیضانِ مدینہ**" ربیعُ الآخر 1439ھ پڑھئے۔
21ربیعُ الآخر 1252ھ یومِ وصال حضرت علّامہ سیّد محمد امین المعروف ابنِ عابدین شامی حنفی رحمۃ اللہ علیہ مزید معلومات کے لئے "**ماہنامہ فیضانِ مدینہ**" ربیعُ الآخر 1439ھ پڑھئے۔	**ربیعُ الآخر 4ھ وصالِ مبارک** اُمُّ المؤمنین حضرت بی بی زینب بنتِ خُزیمہ رضی اللہ عنہا مزید معلومات کے لئے "**ماہنامہ فیضانِ مدینہ**" ربیعُ الآخر 1438، 1439ھ اور "المدینۃُ العلمیہ کی کتاب "**فیضانِ اُمّہاتُ المؤمنین**" پڑھئے۔

اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

"**ماہنامہ فیضانِ مدینہ**" کے شمارے دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net اور موبائل ایپلی کیشن پر موجود ہیں۔

ماہنامہ خواتین نومبر 2021ء
ویب ایڈیشن

گھر ٹوٹنے سے بچایئے!

از: شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّاؔر قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

آج کل ہمارے معاشرے میں گھر ٹوٹنے یعنی طلاق کے واقعات بڑھتے جارہے ہیں، اس کی کئی وجوہات ہوسکتی ہیں اور اس میں میاں بیوی کی نادانیاں بھی شامل ہیں۔ ان نادانیوں میں تیز غصہ، قوتِ برداشت کی کمی، بداخلاقی، معمولی باتوں پر بحث و تکرار، لڑائی جھگڑا اور مار پیٹ وغیرہ شامل ہیں، ان اسباب کی وجہ سے بالآخر طلاق تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ ناچاقی کی صورت میں بیٹی کے غلطی پر ہونے کے باوجود بعض والدین اپنی بیٹی ہی کی طرف داری کرتے، اسے مزید اُکساتے اور پھر طلاق کے بعد بیٹی کے گھر بیٹھ جانے کی صورت میں خوب پچھتاتے بھی ہیں۔ بالفرض! اگر میری (یعنی سگِ مدینہ کی) بیٹی مجھ سے کہے کہ شوہر نے مجھے گھر سے نکل جانے کا کہہ دیا ہے، اب میں کیا کروں؟ تو میں اسے کہوں گا کہ شوہر کے قدموں میں گر کر اُس سے معافی مانگ لو اور اپنا گھر ٹوٹنے سے بچاؤ۔ اس بات کو یوں سمجھئے کہ اگر کوئی باپ اپنے بیٹے کو ڈانٹ ڈپٹ کر کے گھر سے نکل جانے کا کہے تو سمجھ دار بیٹا اپنے باپ سے رو رو کر معافیاں ہی مانگے گا ہرگز گھر چھوڑ کر نہیں جائے گا۔ وہ والدین خطا پر ہیں جو شوہر سے لڑ کر اس کا گھر چھوڑ کر گھر آنے والی بیٹی کی حوصلہ افزائی کرتے، شوہر، ساس اور نندوں سے مزید لڑنے پر اُکساتے بلکہ کئی افراد کو ساتھ لے کر بیٹی کے شوہر اور سسرال والوں سے لڑنے پہنچ جاتے ہیں۔ یاد رکھئے! عورت اگر اپنے سُسرال میں عاجزی کے ساتھ جھک کر نہیں رہے گی تو اس کے لئے اپنا گھر بسانا مشکل ہوجائے گا۔ بسا اوقات شادی کے بعد شروع شروع میں مسائل ہوتے ہیں لیکن اگر عورت سمجھ دار ہو تو آہستہ آہستہ سُسرال میں اپنا مقام بنالیتی ہے اور پھر ایک وقت آتا ہے کہ پورے گھرانے کی آنکھوں کی ٹھنڈک بن جاتی ہے۔ بسا اوقات لڑکے اور بدمعاش قسم کے نوجوان جنہیں پولیس کی مار بھی راہِ راست پر نہیں لاپاتی، سمجھ دار اور سلیقہ شعار بیوی انہیں شریف انسان بنادیتی ہے۔ عورت اگر شروع ہی سے سُسرال میں نرمی، حکمتِ عملی، مسکراہٹ اور غصے کا جواب پیار سے دینے کی ترکیب رکھے گی تو اِنْ شَآءَ اللہُ الکریم ایک دن آئے گا کہ یہ اسی گھر کی رانی بنے گی۔ ویسے بھی لڑکوں کے مقابلے میں لڑکیوں کی پیدائش کی شرح زیادہ ہے، لڑکی کے لئے اچھا رشتہ تلاش کرنا ایک مشکل کام ہے اور لڑکی کی شادی پر ہونے والے لاکھوں لاکھ بلکہ بعض اوقات کروڑوں روپے کے اخراجات عموماً والدین کی کمر توڑ کر رکھ دیتے ہیں، ایسے میں شادی کے چند ماہ یا سال بعد شوہر یا سسرال سے ناراض ہوکر لڑکی کا اپنے میکے میں یعنی والدین کے گھر بیٹھ جانا اور معمولی باتوں پر طلاق کا مطالبہ کرنا بربادی نہیں تو کیا ہے؟ شادی کوئی گڑیا گُڈے کا کھیل نہیں کہ بار بار ہوتا رہے۔ آج کل کنواری لڑکیوں کی شادی بڑی مشکل سے ہوتی ہے تو بھلا طلاق یافتہ عورت کو بالخصوص جبکہ اس کی اولاد بھی ہو، مناسب رشتہ کہاں سے ملے گا! جذبات میں آکر طلاق لینے اور بچوں سمیت ماں باپ کے گھر بیٹھ جانے والی لڑکی کے والدین کا رویّہ بھی بسا اوقات بیٹی کے ساتھ کچھ کا کچھ ہوجاتا ہے اور ایسی لڑکی سخت ٹینشن کا شکار ہوکر رہ جاتی ہے، اب پچھتانے سے کیا ملے کیوں کہ بہت دیر ہوچکی ہوتی ہے، اس لئے عورت کو چاہئے کہ ہر ممکن اور جائز راستہ اختیار کرکے اپنا گھر ٹوٹنے سے بچائے اور لڑکی کے ماں باپ وغیرہ بھی غلطیوں پر اس کی حوصلہ افزائی کرنے کے بجائے اسے اپنا گھر آباد کرنے ہی کا ذہن دیں۔ اگر میری کوئی مدنی بیٹی اس طرح شوہر، ساس یا نندوں سے لڑ جھگڑ کر میکے میں جابیٹھی ہے تو اسے میری نصیحت ہے کہ فوراً کوئی حکمتِ عملی بروئے کار لائے، اپنے گھر واپس جائے اور شوہر، ساس وغیرہ سے مُعافی مانگ کر اپنا گھر بسائے۔ شوہر وغیرہ کو بھی چاہئے کہ عورت کو نہ صرف مُعاف کریں بلکہ اگر خود انہوں نے بھی اس پر ظلم کیا ہو تو اس سے مُعافی مانگیں۔ یاد رہے! شوہر کا بیوی پر اور ساس کا بہو پر ظلم کرنا بھی ناجائز و حرام اور دوزخ میں لے جانے والا کام ہے۔ شوہر، بیوی، سسرال اور میکے والے سب اس بات کو یاد رکھیں کہ طلاق شیطان کا پیارا عمل ہے اور میاں بیوی میں طلاق کے ذریعے بھی شیطان مسلمانوں میں پھوٹ ڈلواتا، آپس میں لڑواتا اور گناہوں کا بازار گرم کرواتا ہے۔ اللہ کریم ہر مسلمان میاں بیوی کو آپس میں پیار محبّت اور اتّفاق و اتّحاد سے رہنے کی توفیق دے اور اپنی رحمت سے جنّت میں بھی انہیں ساتھ رہنا نصیب فرمائے۔ اٰمِین بِجاہِ خاتمِ النّبیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(نوٹ: یہ مضمون 5 اپریل 2021ء کو عشا کی نماز کے بعد ہونے والے مدنی مذاکرے کی مدد سے تیار کرکے اور ضرورتاً ترمیم کرکے، امیرِ اہلِ سنّت کو دکھا کر پیش کیا جارہا ہے۔)

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144
Web: www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
Email: feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net

ISBN 978-969-631-974-0
0125764